Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو

نمبر ۵ — ۵ر مئی ۱۹۳۱ء — ایڈیٹر — ۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ — جلد ۳۰

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

اپنی طرز کا ایک ہی پرچہ

مقام اشاعت
قادیان دارالامان

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے اور ہندوستان سے باہر ۴ روپے ۸ر

مصدق طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ روپے ۸ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

اظہار حقیقت بجواب انسان کامل	۱۶۱ / ۱۷۳	مولانا محمد عبداللہ صاحب بگول مولوی فاضل
سورۃ فاتحہ پر سوامی دیانند کے اعتراضات	۱۷۴ / ۱۷۹	مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل
ہدایات در بار معاملات	۱۸۰ / ۱۹۱	المکمل
ندائے ایمان	۱۹۱ / ۱۹۳	حضرت امام
المقتبسات والملتقطات (ایران کے مذاہب۔ جان نثاران اسلام)	۱۹۴ / ۲۰۰	ماخوذ

خریداران ریویو سے

ماہ فروری کا رسالہ وی پی کر کے بھیجدیا تھا۔ تاکہ سنہ ۱۹۳۰ء کا بقایا اور سنہ ۱۹۳۱ء کی پیشگی رقم وصول ہوسکے۔ جن صاحبان نے یہ وی پی وصول کر لئے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ اور جنہوں نے انکاری واپس کر دیئے ہیں۔ وہ خود ہی اس طرز عمل پر غور فرمائیں۔ ہم تو اپنا فرض بجالاتے ہیں۔ ہر مہینے مقررہ تاریخ پر رسالہ پیش خدمت کر دیتے ہیں۔ آپ اگر وقت مقررہ پر چندہ ادا نہ فرمائینگے۔ ہم اپنا کام کس طرح چلائیں گے۔ اس وقت اس بات کی نہایت ضرورت ہے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش کی جائے۔ چند مخلص نوجوان خدا کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش مبارکہ کو پورا کرنے کے لئے ہر لکھے پڑھے احمدی کو اس رسالے کا خریدار بنائیں۔ اگر اس سال کم از کم پانچ سو خریدار نہ بڑھے۔ تو رسالے کا فنڈ نہایت کمزور ہو جائے گا۔ اور یہ سوال درپیش ہوگا۔ کہ رسالے کو کس طرح جاری رکھا جائے۔ جس کا جاری رکھنا نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ میری ان بار بار کی درخواستوں کی طرف توجہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں ؎

(مینیجر ریویو اردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اظہار حقیقت

بجواب

انسان کامل

معزز ناظرین! خاکسار کو ایک رسالہ بنام "انسان کامل یا مظہر خدا" ملا۔ جس کے مصنّف پادری سلطان محمد صاحب ہیں جن کی بابت "رئیس المناظرین پادری حاجی مولوی فاضل عربی" وغیرہ ایسے القاب استعمال کیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اس رسالہ میں پہلے یہ بتایا ہے۔ کہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ضرور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں صفحہ ۳ "اُس عمیق اور ناپیدا کنار غار کے بھرنے کے لئے جو واجب اور ممکن کے درمیان ہے ایک واسطہ کی ضرورت ہے" پھر بعد اسکے فرماتے ہیں۔ کہ واسطہ صرف جناب یسوع مسیح ہی بن سکتے ہیں اور کوئی نہیں۔ کیونکہ واسطہ وہی بن سکتا ہے "جو کہ کامل خدا اور کامل انسان ہو" صـ۸ اسکے سوا اور کوئی واسطہ ہی نہیں بن سکتا۔

اس باطل دعوے کے ثابت کرنے کے لئے جناب "فاضل عربی" نے بے فائدہ کوشش کی ہے۔ ذیل میں ہم محض بفضل خدا ان کے اس باطل وہم (کہ واسطہ یسوع مسیح ہی بن سکتے ہیں) کی تردید دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے کرتے ہیں۔ وما توفیقی الّا باللہ ؕ

پادری صاحب نے فرمایا ہے کہ واسطہ صرف یسوع مسیح ہی ہو سکتے ہیں پہلے ہم ذرا عقلی دلائل سے اس پر غور کرتے ہیں۔

سوچنا چاہیئے۔ کہ جناب یسوع مسیح کی اس تخصیص کی کہ وہی واسطہ بننے کے قابل ہیں تین ہی صورتیں ہیں چوتھی کوئی نہیں۔ (۱) اوّل کہ وہ محض خدا ہوں۔ (۲) خدا اور انسان دونو کے مجموعے کا نام من حیث المجموع یسوع ہو یعنی انسانیت اور الوہیت سے مرکّب۔ (۳) محض انسان ہوں ؕ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شق اوّل تو سرے سے ہی باطل ہے کہ وہ خدا ہوں۔ ہم اجمالاً مختصر الفاظ میں بتا دیتے ہیں:۔

اوّل۔ خدا تعالیٰ غیر محدود ہے لیکن یسوع مسیح کا محدود بطن مادر میں نو ماہ تک رہنا اظہر من الشمس ہے اور محدود چیز سے غیر محدود کا صدور محال ہے ÷

دوسرے خدا تعالیٰ کامل ہے۔ لیکن یسوع نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ "اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا" مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲

تیسرے۔ خدا تعالیٰ معبود ہے۔ لیکن جناب یسوع مسیح عابد تھے۔ دعا مانگتے تھے ÷

چوتھے۔ خدا تعالیٰ خالق کل شی ہے۔ لیکن ان کی بابت لکھا ہے۔ "دائیں بائیں بٹھانا میرا کام نہیں مگر انہیں کو جن کے لئے میرے باپ سے تیار کیا گیا" متی باب ۲۰ آیت ۲۳

پانچویں خدا تعالیٰ لا تدرکہ الابصار ہے لیکن جناب یسوع مسیح باقی بنی آدم کی طرح محسوس و مشہود صورت شکل والے تھے ÷

چھٹے۔ خدا تعالیٰ غنی ہے۔ مگر یسوع مسیح محتاج کیا بلکہ احوج تھے ÷

ساتویں۔ خدا تعالیٰ کو انسان تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن یسوع مسیح نے بہت تکالیف اٹھائیں۔ حتیٰ کہ اسکریوطی جیسا کمزور بھی ان کے لئے وبال جان ہی ہو گیا ÷

آٹھویں۔ خدا تعالیٰ غالب علیٰ کل شی ہے۔ یسوع مسیح مغلوب اور اپنے بچاؤ کے لئے کوشاں رہے۔ یہاں تک کہ فرمایا "کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ مسیح ہے"

نویں۔ خدا تعالیٰ کھانے پینے اور نیند و اونگھ سے پاک۔ مگر یسوع مسیح ان تمام قیود میں مقید ÷

دسویں۔ خدا تعالیٰ لم یلد ولم یولد اور اسی طرح موت سے بھی پاک ہے۔ لیکن یسوع مسیح کی پیدائش و موت روز روشن کی طرح ظاہر ہے ÷

دلائل تو اور بھی بفضل خدا بہت ہیں۔ لیکن اس وقت زیر بحث اور مسئلہ ہے۔ اس لئے تلک عشرۃ کاملۃ کے ماتحت انہی پر اکتفا کی جاتی ہے ÷

لیکن اگر ہم ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کر لیں کہ وہ محض خدا تھے اور واسطہ بنے۔ تو تسلسل لازم آتا ہے جو محال ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو واسطہ تو ضرور چاہیئے۔ جیسا کہ پادری صاحب کا بیان ہے۔ تو جب خدا اسکا واسطہ بھی ویسا ہی خدا ہوا۔ جیسا کہ پہلے ہے تو اسکو آگے اور ایک واسطہ خدا چاہیئے جیسے کہ پہلے خدا کو چاہیئے تھا۔ اچھا اس کے لئے ایک اور خدا واسطہ بنا تو وہ بھی اسی طرح اپنے آگے واسطے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محتاج ہے۔ جیسے پہلے تھے۔ اس لئے اس کو بھی واسطہ خدا چاہیئے۔ یہ پھر آگے واسطے کا محتاج ہوگا حتیٰ کہ اسی طرح یہ سلسلۂ وسائط الیٰ غیر نہایہ چلا جائیگا۔ جو محال ہے۔ لہٰذا اس کا مستلزم (یعنی یسوع محض خدا ہو کر واسطہ بنے) بھی اسی طرح محال ہُوا ؛

شقِ ثانی کا ابطال کہ یسوع مسیح انسانیت اور الوہیت دونو سے مرکب ہو۔ اس کے ابطال کی کئی صورتیں ہیں :-

اوّل۔ ایسی کوئی ہستی ہی نہیں۔ جو وجوب اور امکان دونو سے مرکّب ہو۔ کیونکہ یہ دونو ایک دوسرے کا نقیض ہیں۔ تو اس صورت میں اجتماع نقیضین لازم آئیگا۔ جو کہ محال ہے۔ جیسا آگ اور پانی ایک برتن میں اور ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح وجوب اور امکان ایک وجود میں اکٹھے نہیں ہو سکتے ؛

دوسری وجہ۔ مَیں فاضل عربی سے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ فرمائیں۔ کہ کونسی فلسفۂ قدیم یا جدید کی کتاب ہے۔ جس میں وجوب اور امکان سے مرکب ایک تیسری قسم کا اثبات آپ نے پڑھا ہے۔ حوالہ۔

لیکن ہم ابھی سے احباب کو بتا دیتے ہیں۔ کہ پادری صاحب یوم آخر تک اس وہم باطل کو ثابت نہیں کر سکتے ؛

تیسری وجہ۔ یہ ظاہر اور ثابت شدہ بات ہے۔ کہ واجب کو امکان پر اولویت اولیت اشدیت حاصل ہے۔ اگر ان دونو کو ملایا جائے۔ تو غلبہ واجب ہی کا ہوگا۔ اچھا جب واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) واسطہ نہیں بن سکتا۔ جیسے کہ ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ تو جب بھی یہ ممکن الوجود کے ساتھ شریک ہوگا۔ تو یہ ممکن الوجود کے واسطہ بننے کے بعد بھی غالب ہوگا۔ کیونکہ غالب وہی ہے جیسے زہر اکیلا اس قابل نہیں کہ انسان کے لئے غذا بن سکے۔ تو جب اس کو دودھ میں ملا دینگے۔ تو یہ بوجہ غالب ہونیکے دودھ کو بھی دائرۂ غذائیت سے نکال کر اپنے حکم میں لے آئیگا۔ اور زہر کی طرح ہی وہ مسموم اور قاتل ہوگا۔ اسی طرح اگر یسوع مسیح محض خدا اور واجب الوجود فرض کرنیکی صورت میں واسطہ نہیں بن سکا تو اس کو جب امکان سے ملائینگے۔ تو یہ بالکل اس کو دائرۂ وسائط سے خارج کر دیگا ؛

چوتھے خدا یا واجب کسی پوڈر یا سفوف کا نام تو نہیں۔ کہ اس کو یکمُٹھ اور کسی غیر میں ملا دیا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے ملانے سے ایک تیسرا مرکب وجود بن گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ایک پاک ہستی ہے جو کہ ایسی نقص و عیب سے پاک ہے ÷

پانچویں۔ جناب یسوع مسیح اگر ممکن الوجود ہیں اور فی الواقع ہیں بھی۔ تو بتائیے۔ کہ امکان وجوب کا عین ہے یا غیر۔ اگر عین کہو تو سب ممکن الوجود وجوب ہوئے۔ اور واجب الوجود کا تکثر لازم آیا جو کہ محال ہے۔ لیکن اگر غیر کہو تو وجوب کے ساتھ مرکب ہونگے اور اس کو خدا کامل کہنے کے کیا معنے ÷

شق ثالث کا ابطال کہ یسوع مسیح محض انسان ہونیکی حالت میں واسطہ بنیں ÷

ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ پادری صاحب کا خود اپنا دعویٰ ہے۔ کہ واسطہ کامل انسان بن سکتا ہے۔ لیکن اگر ذرا سا غور بھی کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب یسوع مسیح انسان کامل بھی نہیں تھے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ کسی کی حالت اگر دریافت کرنی ہو۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک احسن یعنی اس کے متبعین یا ہم مجلسوں کو دیکھا جائے۔ جیسے کہ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔ سہ

عن المرء لا تسئل وسل عن قرینہ ÷ وکلّ قرین بالمقارن یقتدی

اور خود انجیل میں یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" سو اس کسوٹی کے ماتحت اگر ذرا سا غور کیا جائے تو صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ جناب یسوع مسیح کی ساری زندگی کا ثمرہ ۱۲ حواری تھے۔ جن میں سے بڑا عزیز تو وہ تھا۔ جس نے ۳۰ روپے رشوت لی اور ان کو یہود نامسعود کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ دوسرے پطرس جن سے پوچھا گیا۔ کہ کیا تو بھی اس (یسوع مسیح) کا ساتھی ہے اس نے اس (یسوع مسیح) پر تین دفعہ لعنت کی۔ کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ اسی طرح باقی جو تھے انہوں نے بھی اپنی اپنی راہ لی۔ چلو چھٹی ہوئی۔ یہ بات ایسی اظہر ہے کہ حوالہ یا صفحہ کی محتاج ہی نہیں ÷ بس یہ ثبوت ہے۔ کہ آپ کامل نہیں تھے۔ ورنہ ان کے پھل ایسے تلخ نہ ہوتے ÷

دوسرا طریق یہ ہے کہ اس کی اپنی حالت دیکھی جائے۔ سو اس کی بابت یہ عرض ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں اپنے حواریوں کو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو تم بڑے بڑے کام کرو گے۔ تمہارے کہنے سے پہاڑ ٹل جائینگے یعنی تمہاری دعائیں قبول ہونگی۔ لیکن جناب یسوع مسیح کی صلیبی دعا اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال (

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا نہ قبول ہونا کتاب مقدّس اور عیسائی صاحبان کی زبان سے انہی پر حجّت ملزمہ ہے ÷

ان کی اپنے متعلق اپنی گواہی:- لکھا ہے۔ کہ ایک عورت نے آکر کہا کہ اے نیک اُستاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ آپ نے فرمایا مجھے نیک مت کہہ کوئی نیک نہیں مگر ایک خدا ؎“

اب یہاں سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے آپکو کامل نہیں جانتے تھے ÷

دوسرے اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ محض انسان ہونیکی صورت میں واسطہ بن سکتے ہیں تو پادری صاحب کا یہ حصر باطل ہے۔ کہ صرف وہی واسطہ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ انسانی رشتہ میں تو سب برابر ہیں۔ صرف انہی کی تخصیص کے کیا معنے ؟

تیسرے۔ کیا پہلے یسوع مسیح کے اتنے زمانوں تک خدا تعالیٰ بغیر واسطہ کے ہی رہا۔ اگر نہیں رہا جیسا کتاب مقدّس سے ثابت ہے۔ کہ انبیاء کرامؑ واسطہ بنتے رہے ہے۔ تو یہ کہنا کہ صرف یسوع مسیح ہی واسطہ بن سکتے ہیں اس کے کیا معنے ؟ لیکن اگر کہو کہ پہلے واسطہ کوئی نہیں تھا۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ اب خدا تعالیٰ کو کونسی مصیبت پیش آئی۔ کہ اسے واسطہ کی ضرورت پڑی۔ دوسرے یہ خدا تعالیٰ کی طرف نقص منسوب ہوگا۔ کہ پہلے بغیر واسطہ کام کرتا رہا۔ لیکن اب آکر اسے واسطہ کی حاجت ہوئی۔ سو پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ ایسے نقص و اہرام سے پاک اور منزّہ ہے ÷

اس کے بعد صفحہ ۱۰ پر پادری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح اس لئے واسطہ ہیں۔ کہ انکی بابت آتا ہے۔ ”میں باپ میں ہوں۔ باپ مجھ میں۔“ (یوحنا باب ۱۴) دوسرے ”میں اور باپ دونو ایک ہیں“

دوسری آیت کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ صرف یسوع مسیح کی ہی خصوصیت نہیں۔ دیکھو یوحنّا ۱۷ باب ۲۱ میں مسیح حواریوں اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے کلام سے یسوع مسیح پر ایمان لائینگے۔ یسوع مسیح ان کے لئے خدا کے آگے عرض کرتے ہیں کہ ”وے سب ایک ہو ویں جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور وے بھی ہم میں ایک ہوں“

باقی رہی پہلی آیت سو اس میں بھی یسوع مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔ دیکھو یوحنّا ۱۴ باب ۲۰ میں آتا ہے۔ ”اُس روز تم جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں“

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ جیسے عیسائی مسیح میں اور مسیح عیسائیوں میں ہے ایسے ہی خدا مسیح میں اور مسیح خدا میں ہے۔ اور یوحنّا ۱۷ باب ۲۱ "جو شخص ایمان لاوے وہ بھی مسیح اور خداوند میں ایک ہے"۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک مسیحی مجسم خدا ہو۔ سو جناب "فاضل عربی" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایسے فقرات صرف یسوع مسیح کی بابت ہی استعمال نہیں ہوئے۔ بلکہ کُل عیسائیوں کی نسبت ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نمونہ کے طور پر ہم نے ایک دو حوالے پیش کرکے بتایا ہے۔ ایسے فقرات کا اصل مطلب یُوں ہے۔ کہ جو ماتحت ہو وہ اپنے افسر (مثلاً طالبعلم اپنے اُستاد کی طرف یا غلام اپنے آقا) کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ تو اس ماتحت کی تعظیم و تکریم یا تحقیر اُس آقا یا افسر کی طرف منسوب ہو گی۔ پس یہ محاورہ انجیل میں عموماً استعمال ہوتا ہے۔ جیسے متی ۱۰ باب ۴۱ "جو کوئی تمہیں قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا"۔

سو ایسے فقرات مسیح کی اُلوہیت کے ثبوت میں پیش کرنا۔ صریح مغالطہ یا جہالت ہے۔

پادری صاحب کا چیلنج منظور:۔ صفحہ ۹ پر ایک مسلمان ایڈیٹر کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کو ازروئے قرآن شریف کامل یا برزخ کبریٰ اور جامع ثابت کریں"۔

سو مَیں پادری صاحب کے اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں اور بفضلِ خدا اُسی کسوٹی کے ماتحت جو کہ یسوع مسیح (درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے) نے پیش کی ثابت کرتا ہوں کہ حقیقی معنوں میں اگر کوئی کامل ہو سکتا ہے تو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

ذرا غور سے سُنیئے! جناب یسوع مسیح اُس قوم بنی اسرائیل میں آئے۔ جو کہ نبیوں یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحٰقؑ کی اولاد تھی۔ پھر اُن میں بیسیوں نبی آئے۔ اور انہی میں سے یسوع مسیح بھی تھے۔ لیکن ان کے کامل ہونے کا اثر جو کچھ آپ کے چند محدود مریدوں پر ہُوا وہ تو آپ جانتے ہیں۔ اور ہم بھی مختصر الفاظ میں اوپر بتا آئے ہیں۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کو کامل کہنا محض آپ کی خوش اعتقادی ہی ہے۔ اب مَیں آنحضرت صلعم کی بابت مختصر الفاظ میں کچھ عرض کرتا ہوں تاکہ فرزندان انصاف آسانی سے فیصلہ کرلیں کہ کون کامل ہے۔ سو جس قوم میں حضرت رسول مقبولؐ آئے ان میں ہزاروں برائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ تعلیم و تہذیب سے جاہل۔ خونخوار و وحشی شراب میں ہر وقت مخمور۔ اگر ان کی گل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بُرائیاں لکھی جائیں تو شاید ایک کتاب بن جائے۔ اس لئے بطور نمونہ میں چند باتیں عرض کرتا ہوں

اوّل - جو ان میں زیادہ گندے شعر کہتا تھا۔ اور زیادہ عورتوں سے حرام کرتا تھا۔ اس کو وہ قابل فخر اور بہادر سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ وہ فخر سے بتایا کرتے تھے۔ جیسے امرء القیس کہتا ہے۔

وبیضۃِ خدرٍ لایُرام خباؤھا تمتّعتُ من لھوھا غیر معجلٖ

الا رُبّ یومٍ کان منھن صالح ولا سیّما یوم بدارۃ جلجلٖ

ویوم دخلتُ الخدر خدر عنیزۃٍ وقالت لک الویلات انّک مرحلی

فمثلک حبلیٰ قد طرقت ومرضع فالھیتُھا عن ذی تمائم محولٖ

دوسرے وہ رات دن شراب پیا کرتے تھے۔ جیسے کہ ایک شاعر کہتا ہے:-

نشربُھا فتترکنا ملوکا واسدا لا یُنھنھا اللقاء

تیسرے - نافرمانی ایک دوسرے کی کرنی وہ باعث عزت سمجھتے تھے اور کسی کے حکم کی اطاعت ان کے لئے موت سے بھی زیادہ سخت تھی۔ چنانچہ ایک بادشاہ عمر بن ھند ایک دفعہ کہنے لگا کہ کوئی عورت دنیا میں ہے جو میری ماں ھندہ کا حکم نہ مانے۔ امراء و وزراء نے کہا۔ کہ ہاں بنی اسد قبیلہ کا ایک سردار عمر بن کلثوم ہے۔ اس کی ماں کسی کا حکم نہیں مانتی۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اس کو کہو کہ مجھے ملنے کے لئے آئے۔ اور اپنی ماں کو بھی ساتھ لے آئے۔ وہ عمر بن کلثوم مع اپنی ماں اور باقی دوستوں کو ساتھ لیکر عمر بن ھند کے پاس آیا۔ جب گیا تو اس کو کہا کہ اپنی والدہ کو اندر بھیجدیں۔ اور عمر بن ھند نے اپنی ماں کو پہلے سے ہی کہہ رکھا تھا کہ جب عمر بن کلثوم کی ماں تیرے پاس آئے تو اسے کسی بات کا حکم دینا۔ سو جب وہ اندر آئی تو ھندہ کہنے لگی۔ کہ وہ برتن مجھے پکڑا۔ اس نے کہا۔ کہ جس کو ضرورت ہو خود لے لے۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس نے دوبارہ کہا۔ اس کا کہنا ہی تھا۔ کہ عمر بن کلثوم کی ماں چلّانے لگی اذلّۃ یا بنی تغلب اذلّۃ یا بنی تغلب کہ اے تغلب تمھاری تو ذلّت آج ہوگئی۔ یہ سُنتے ہی اس کا بیٹا جوش سے اُٹھا۔ اور عمر بن ھند کی ہی تلوار لیکر وہیں مقابلہ شروع کیا اور کئی جانیں تلف ہوئیں۔ پھر اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ ایک قصیدہ لکھا جس میں خوب اپنی بہادری اور رعونت و خودداری کا ذکر بڑے فخر سے کیا جن میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تَہَدَّدْنَا وَتُوعِدُنَا رُوَیْدًا مَتیٰ کُنَّا لِاُمِّکَ مَقْتَوِینَا

یعنی اے عمر بن ہند تو ہم کو ڈرا دھمکا رہا ہے اور خدمت طلب کرتا ہے ہم تیری ماں کے نوکر تو نہیں ہیں۔

اب اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان میں سرکشی کسقدر پائی جاتی تھی ؛

چوتھے۔ عام خونریزی کرنا روزمرہ بلاناغہ ان کا کام تھا۔ جیسے کہ ایک شاعر کہتا ہے :۔

فَشَکَکْتُ بِالرُّمْحِ الاَصَمَّۃ ثِیَابَہ لَیْسَ الکَرِیْمُ عَلَی القَنَا بِمُحَرَّمٍ

وَلَقَدْ خَشِیْتُ بِاَنْ اَمُوْتَ وَلَمْ تَکُن لِلْحَرْبِ دَائِرَۃٌ عَلٰی ابْنِیْ ضَمْضَمٍ

پانچویں۔ جُوا بہت کھیلتے تھے۔ رات دن ان کا کام ہی یہی ہوتا تھا

چھٹے۔ جہالت یہاں تک ان میں سرایت کر چکی تھی۔ کہ اِدھر لڑکی پیدا ہوئی اُدھر اس کو گاڑ دیا۔ سب سے ذلیل وہ شمار ہوتا تھا جو لڑکی کو زندہ درگور نہ کرے ؛

ساتویں۔ بُت پرستی کے اتنے عاشق تھے۔ کہ وہ گھر شاید ہی کوئی ہو۔ جس میں ایک بُت نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہی ہونگے۔ وہ بیت اللہ جو خانۂ خدا کہلاتا ہے۔ اُس میں ۳۶۰ بُت تھے۔ باقی آپ خود اندازہ کر لیں۔ مَیں ان کی حالت کہاں تک لکھتا چلا جاؤں۔ بخوفِ طوالت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان کی حالت کا نقشہ ایک ہندو مؤرخ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

شردھے پرکاش صاحب سوانح عمری حضرت محمد صلعم "ان عربوں میں فسق و فجور رہزنی قزاقی وغیرہ اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ ان کے حالات پڑھکر رونگٹے کھڑے ہوتے۔ اور شراب خوری کی یہ کثرت تھی کہ بچّہ نے دودھ چھوڑا اور شراب پینا شروع کی"؛

صلا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کے وقت عرب پر ایک ایسی تاریکی اور جہالت چھائی ہوئی تھی۔ کہ اگر اس وقت اس مُلک کو کُل بُرائیوں کا منبع کہا جاتا تو بجا تھا"۔ بتوں کی بابت لکھا ہے صلا "کوئی گھر ایسا نہ تھا جو بتوں سے خالی ہو۔ تقریباً تمام عرب میں بتوں کی خدائی ہو رہی تھی"

صرف عرب ہی نہیں ہندوستان میں مرد کے جس کو لنگ کہتے تھے اس کی پوجا کی جاتی تھی باقی ملک میں تثلیث پرست عیسائی چھائے ہوئے تھے۔ بلکہ یوں کہنا بالکل صحیح ہے۔ کہ اس وقت توحید کا نام دنیا سے مفقود تھا ایسے نازک وقت میں حضورؐ تشریف لائے اور ایسے لوگوں میں جو چرندو درندسے جہالت و خونخواری میں بڑھے ہوئے تھے۔ بت پرستی کے خلاف آپؐ نے ایک آواز دی لا تعبدوا الا اللہ۔ حضورؐ کا یہ کہنا زور سے چمکنے والی بجلی سے بھی زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اثر کر گیا۔ جو لوگ اپنے آباؤ اجداد سے ہی بُتوں کے متوالے بنے چلے آرہے تھے۔ اپنے ہاتھوں شراب کے مٹکے توڑ توڑ کر پھینکنے لگے۔ چاروں طرف سے بُتوں کے ٹوٹنے کی آوازیں آئیں۔ حتیٰ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں عرب جیسا مُلک توحید سے منوّر ہو گیا۔ وہ لوگ جن کو سوائے بُتوں کی پُوجا کے کوئی کام ہی نہیں تھا وہ رات دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے نعرے بلند کرنے لگے۔ یہاں تک آپؐ کی آواز بفضلِ خدا مؤثر ہوئی کہ وہ مشرکین عرب نہ صرف خود ہی موحّد بن گئے۔ بلکہ دنیا کے کناروں تک اس زور سے توحید پھیلائی۔ جو آجتک اپنی چمک دکھلا رہی ہے۔ دوسرے گندے گندے شعر کہنے اور پڑھنے بھی ترک کر دیئے اور اس عادت قبیحہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر کسی گھر میں کسی آدمی کی آواز سُنائی دیتی تھی تو یا تو آیاتِ قرآنی کی یا تسبیح و تقدیس الٰہی کی اور آنحضرت صلعم کی محبّت الٰہی کا یہ حال کہ ابو جہل جیسا بدترین دشمن جو لہ رات دن آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کے درپے رہتا تھا۔ کہتا ہے "عشق محمد علےٰ ربہ" کہ محمدؐ تو اپنے خدا کا عاشق ہو گیا ہے +

تیسرے۔ شراب اور جوأ شراب عربوں کو شیر مادر سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ لیکن جس دن حضورؐ آواز دیتے ہیں کہ شراب اور جوأ حرام ہے۔ آپؐ کی آواز کا یہ اثر ہُوا کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب مینہ کے پانی کی طرح بہ رہی تھی (دیکھو تاریخ ابن ہشام اور ترمذی شریف) چنانچہ ایک صحابی کہتا ہے کہ ہم کئی آدمی اکٹھے ہو کر شراب پینے لگے تھے۔ اور میں نے پیالہ بھرا ہُوا تھا۔ دوسرے ساتھی کو پکڑانے لگا تھا۔ کہ حضورؐ کی آواز پُہنچی۔ ہم نے تمام مٹکے اور پیالے یکدم توڑ دیئے۔ اور اسی طرح تمام مدینہ شریف میں ہُوا۔ حتیٰ کہ شراب گلی کوچوں میں بہ رہی تھی۔ اور اسی طرح جُوئے کا حشر ہُوا۔ اے انصاف کا دم بھرنے والو! یہ غور کا مقام ہے۔ کہ وہ جاہل قوم جو صدیوں سے شراب کو پانی کی طرح استعمال کرتی رہی ہو۔ رات دن اس کا یہی پیشہ ہو۔ اس کا ایک ہی آواز سے اس طرح ترک کرنا۔ اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ وہ آواز دینے والا بہت بڑی قوّتِ قدسیہ کا مالک تھا جس کی آواز بجلی سے بھی زیادہ مؤثّر ہوئی +

پھر اسی طرح اطاعت و محبّت کا ان میں آپؐ نے عملاً و قولاً وہ بیج ڈالا۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ بخوفِ طوالت ایک دو واقعات مختصر طور پر درج کرتا ہوں۔ جس سے پتہ لگ جائیگا۔ کہ آپؐ نے اُن میں کونسی رُوح پھُونکی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان کو کوئی مصیبت پیش آئے تو دوست بھی دشمن بن جایا کرتے ہیں بڑے بڑے محب بھی بالکل اجنبی ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن حضورؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے وہ بیج محبت کا بویا جو مصائب و تکالیف میں اور بھی زیادہ بڑھتا تھا۔ چنانچہ جنگ بدر کے موقعہ پر جب حضورؐ نے دشمنوں کی کثرت اور ان کا سروسامان دیکھا۔ اور اِدھر اپنے قلیل التعداد مسلمان بے سروسامان دیکھے۔ تو آپؐ کو خیال آیا کہ کہیں یہ میرا ساتھ نہ چھوڑ دیں۔ جب صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کے چہرہ پر آثارِ حزن دیکھے تو یک زبان ہو کر سب کے سب پکار اُٹھے "یا حضرتؐ کیا آپؐ گمان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح آپؐ کو کہہ دینگے جس طرح اس قوم نے حضرت موسیٰؑ کو جنگ کے موقعہ پر کہا تھا کہ "جا تُو اور تیرا رب لڑو ہم یہاں بیٹھتے ہیں،" نہیں نہیں خدا کی قسم نہیں کہیں گے کہ آپؐ اور آپؐ کا خدا لڑیں۔ ہم آپؐ کے ساتھ لڑینگے اور جانیں دینگے۔ اگر حضورؐ حکم دیں۔ کہ سمندر میں کُود پڑو۔ تو خدا کی قسم ہم سب کے سب یکدم کُود پڑینگے۔ (سیرت ابن ہشام)

آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ان میں آپؐ نے کونسی رُوح پھُونکی تھی۔ اے میرے مکرم دوست "فاضل عربی" ذرا اس واقعہ کا یسوع مسیح کے صلیب کے وقت جو حواریوں نے چاند چڑھائے تھے اُس سے مقابلہ تو کیجئے ✦

دوسرا واقعہ آپؐ کی وفات کا ہے۔ آپؐ کی وفات پر ایک شاعر نے مرثیہ کہا ہے جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں اگر کسی چیز کی محبت اس طرح حلول کر گئی تھی۔ جس کی محبت میں اپنے مال اولاد اور جانیں بھی انہیں بھُولی ہوئی تھیں تو وہ حضرت اقدس (فداہ امی و ابی) کا وجود مبارک ہی تھا۔ شاعر کہتا ہے :-

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کُنتُ احاذر

یعنی اے نبیؐ! تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ تیرے مرنے سے میری آنکھ اندھی ہو گئی۔ اب جو چاہے مرے۔ مجھے تو تیری ہی موت کا فکر تھا ✦

اسی طرح وہ جو کہ زندہ لڑکیاں دفن کرنے کو فخر سمجھتے تھے۔ حضورؐ کی برکت سے انہوں نے لڑکیوں کو صرف زندہ درگور کرنا ہی ترک نہ کیا۔ بلکہ ان کا حصّہ بیٹوں کی طرح مقرر کیا۔ یہ محض حضورؐ کی ایک آواز کا نتیجہ تھا یعنی اکرموا اولادکم۔ آپؐ کی اس مبارک آواز نے صفحۂ دُنیا سے اس عادتِ قبیحہ کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا ✦

پھر حضورؐ کے اخلاق کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جب کفّارِ مکّہ حضورؐ کے دعوئے توحید سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنگ آ گئے تو قصی ابن کلاب کے گھر تمام مشرکین جمع ہوئے کہ آؤ کوئی تدبیر سوچیں جس سے اس (رسول کریمؐ) کا اثر زائل ہو جائے اور ہماری اولادیں بچ جائیں۔ سو ہر ایک کے دماغ میں جو کچھ آیا بیان کیا۔ چنانچہ اسی اثنا میں ایک مشرک کھڑا ہوا کہ آؤ محمدؐ کو باہر نکال دیں۔ اس کا یہ کہنا ہی تھا۔ کہ ایک بوڑھا شیطان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا "کہ یہ تدبیر بالکل کمزور ہے۔ تم محمدؐ کے اخلاق سے واقف نہیں ہو اسکے اخلاق ایسے ہیں کہ جس قبیلے میں بھی جائیگا۔ اپنے عمدہ اخلاق کی وجہ سے اُسے اپنا غلام بنا لیگا" (سیرت ابن ہشام) یہ گواہی اس بدترین دشمن کی ہے جس کی زندگی کا دارومدار ہی گویا نعوذ باللہ حضور انورؐ کا قتل تھا۔ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ مَیں پادری صاحب "فاضل عربی" کو چیلنج دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کی ایک مثال ہی ایسی پیش کریں۔ عقل کہتی ہے کہ پادری صاحب نہیں لاسکیں گے۔ اور لائیں کہاں سے۔ کیا وہی یسوع مسیح نہیں جو فرماتے ہیں "اے سانپو اور سانپوں کے بچو" اور ایک عورت جو سامریوں کے شہر کی تھی۔ اس نے کچھ سوال کیا۔ تو نرمی سے فرمایا "کہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈال دینی اچھی نہیں" اخلاق ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ جبھی واسطہ مابین خالق اور مخلوق بن سکتا ہے؟

(۶) غیر

اس کے بعد بعض غیر مذاہب کے یعنی ہندو صاحبان وغیرہ کی رائیں درج کرتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ حقیقت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی اس قابل ہیں کہ واسطہ مابین خالق اور مخلوق بن سکیں +

لال چند صاحب فلک فرماتے ہیں:۔

پڑ گئے ماند سبھی شرک و خودی کے اختر ۔۔۔ مہر توحید کا جلوہ جو دکھایا تُونے

جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق ۔۔۔ مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تُونے

بابو گوپی ناتھ صاحب امرتسری فرماتے ہیں:۔

اِک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی ۔۔۔ ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی

شاخ دینداری کی تھی بے طرح مُرجھائی ہوئی ۔۔۔ لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی

تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر ۔۔۔ پاگئی تیرے ہی آنے سے وہ چشم منتظر

مسٹر موتی لال صاحب ناتھر ایم۔اے فرماتے ہیں "پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کے توہمات کی جڑیں کھوکھلی ہو گئیں۔ اور ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔ اور خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا۔ اور خدائے واحد کی ایسی عظمت پیدا ہوئی کہ دنیا کی تمام شوکتیں اور عظمتیں ہیچ نظر آنے لگیں۔ جلال خداوندی کے جلوے ایسے نظروں میں سمائے کہ شاہان عالم کا جلال و جبروت بے وقعت ہو گیا یہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا ہی نتیجہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کا واحد مشن ہی یہی تھا کہ ایک خدا کی حکومت اپنے پیرووٴں کے دلوں میں قائم کر دیں اور باقی تمام باطل اور فانی حکومتوں کا نقش جلال و جبروت ان کے دلوں سے محو کر دیں۔ چنانچہ آپؐ کو اس مقصد عظیم میں پوری پوری کامیابی ہوئی۔“

پروفیسر مارس صاحب فرماتے ہیں:۔

”کوئی چیز عیسایان روم کو اس ضلالت و غوایت کی خندق سے جس میں وہ گرے ہوئے تھے نکال نہیں سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے اٹھی“

جناب شردھے پرکاش صاحب اپنی کتاب سوانح عمری آف محمد صلعم پر لکھتے ہیں:۔

”آنحضرتؐ کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے۔ ان کے لئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو ان کا شکر گذار ہونا مناسب ہے“

”عرب جیسے ایک وحشی اور کندہ ناتراش ملک کو خدا کی توحید کی تعلیم دینا اور سیدھے راستہ پر لانا ایک ایسے ہی فلسفی مزاج کا کام تھا اور آخر اسی سے انجام ہوا۔“ صفحہ ۱۲۸

”آپؐ کی جانفشانی کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ وہ ملک جو صدیوں سے چاہ ضلالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ جس میں ہر قسم کی بدیاں اور بت پرستی براج رہی تھیں۔ جہاں توہمات کی کالی گھٹا چھا رہی تھی۔ غرض جہاں کے باشندے ایسے افعال شنیعہ کے عادی تھے جن کے حالات پڑھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یک لخت ایک خطۂ رضوان بن گیا اور سب برائیاں اس ملک سے دور ہو گئیں“

اب ذرا یسوع مسیح کی بابت بھی غور سے سنیئے کہ ایک انصاف پسند ہندو کیا کہتا ہے

”صفحہ ۹۷“ محمد صاحب سے پہلے دنیا میں بہت سے نبی گذر چکے تھے۔ اور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ نہایت اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن ان کی رسالت اور آنحضرتؐ کی رسالت میں یہ بڑا فرق تھا۔ کہ وہ نبی صرف اپنے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی نبوت اور ان کی کُل زندگی بنی اسرائیل اور ان کے ہی معاملات میں صرف ہوئی۔ حضرت مسیح بھی ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میں بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو راستہ دکھانے آیا ہوں چنانچہ انہی کی ہدایت میں لگے رہے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ”میں بنی اسمٰعیل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں“ انہوں نے بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا۔ بلکہ انہیں اور تمام دنیا کو اپنا بھائی جانا۔ اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سُنایا“۔

لیجئے میرے مکرم دوست جناب فاضل عربی صاحب پہلے تو جناب یسوع مسیح کی مقرر کردہ کسوٹی (کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے) کے ماتحت حضرت رسول مقبول اور حضرت یسوع مسیح کی حالت پر اجمالاً روشنی ڈال دی ہے تاکہ احباب آسانی سے فیصلہ کر سکیں۔ کہ کس کے پھل اسکے واسطہ مابین الخالق والمخلوق بننے پر دال ہیں۔ دوسرے ہم نے بفضل خدا ایک تیسرے معزز ہندو آدمی کی انصاف بھری تحریر درج کر دی ہے تاکہ کسی کو یہ شک نہ رہے کہ پہلی دلیلیں محض .. .. اپنی ایجاد کردہ ہیں۔ اس لئے ہم نے ایک تیسرے شخص کی شہادت پیش کر دی تاکہ پادری صاحب سوچ سمجھ لیں کہ فی الحقیقت واسطہ مابین خالق و مخلوق حضرت رسول کریم صلعم ہی بن سکتے ہیں نہ کہ یسوع مسیح۔ کیا پادری صاحب ان صحیح واقعات کو پڑھکر اپنے وہم باطل کو ترک کر دینگے ؟

ادنیٰ خادم عبد اللہ بگولی۔ قادیان

تبلیغی ٹریکٹ

چندکار آمد حوالے نمبر ۱ نمبر ۲	۱/
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰/
اسلام کی اندرونی تصویر	۰/
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰/
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱۰/
کفارہ	۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱/
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان	۴/
مسیح موعودؑ و اُمت محمدیہ	۱/
شیعہ سوراج اور اسکے واقعات	۱/
ذبیحہ گلہ	۱/
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲/
آسمانی گولہ	۱/

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸/
معارف القرآن	۸/
تصوّف	۲/
مقصد مذہب	۳/
مباحثہ سرگودہ	۶/
الاستخلاف	۴/
مباحثہ ختم نبوّت	۶/
مجمع البحرین	۳/
کمالات احمدیہ	۶/
التشریح الصحیح	۶/
معراج	۲/

دفتر ریویو اردو سے منگوائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۂ فاتحہ پر سوامی دیانند کے اعتراضات

"ستیارتھ پرکاش" کے چودھویں باب میں بانی آریہ سماج سوامی دیانند جی مہاراج نے ایک محقق کی حیثیت میں قرآنی ارشادات و اوامر پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور اگرچہ انہوں نے "مقدمہ" میں اس حقیقت کو بے نقاب کیا تھا کہ "یہ تحریر تعصب۔ ہٹ دھرمی۔ حسد۔ کینہ۔ بغض۔ لڑائی جھگڑا اور مخالفت کے کم کرنے کے لئے ہے نہ کہ انہیں بڑھانے کے لئے"۔ لیکن روشن دماغ انسان اس امر سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ یہی وہ زہر بار ہوا تھی۔ جس نے محبت بھرے قلوب کو بغض و عناد سے بھر دیا۔ اور جس نے "مادر ہند" کے سپوتوں کو جنگ و جدال کے لئے ایک دوسرے کے سامنے صف آراء کر دیا۔ یہ داستان ایک پُر درد داستان ہے۔ اور اس کا دُہرانا بھی ایک لمبے وقت اور تابِ صبر کا خواہاں ہے۔ لیکن سردست میں اُن کے چند ایسے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کرونگا۔ جو انہوں نے سورۂ فاتحہ پر کیئے:

پہلا اعتراض:۔ سوامی جی کس عجب انداز میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ ذرا کوئی پوچھے۔ کہ کیوں خدا کا کلام نہیں۔ اس کا جواب یہ ملتا ہے۔ اس لئے۔ کہ۔ اُس میں سب سے پہلے لکھا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ فرماتے ہیں۔ اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو یوں لکھا ہوتا "شروع واسطے ہدایت آدمیوں کے"۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ الفاظ جو سوامی جی مہاراج نے تجویز کیئے ہیں فصاحتِ زبان اور علم ادب کی رُو سے کس بلند مرتبہ کے ہیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں کہ انہیں سوجھی بہت دُور کی۔ اور دراصل اسی کو کہا جاتا ہے "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ"۔

صاحبِ من! یہ وہ کلام تھا۔ جو انسانوں کی راہنمائی کے لئے۔ اور مخلوق کی رہبری کے لئے اللہ ربّ العالمین نے اُتارا۔ اِس کتاب کو پڑھنے والے ... ... ہدایت کے متلاشی تھے۔ اور جو اس امر کے خواہاں تھے کہ انہیں عزیز و مجید خدا کا قرب نصیب ہو۔ پس جب انسانوں کی ہدایت کے لئے اس کا نزول ہُوا ہے۔ اور جبکہ حقیقی مقصد اس کی آمد کا یہی تھا کہ تا دلوں میں نورِ ایمان پیدا کیا جائے۔ تو یہ غرض تبھی پوری ہو سکتی تھی۔ جب ایسے الفاظ زیبِ عنوان ہوتے۔ جن کے پڑھتے ہی قلوب میں رحمٰن و رحیم خدا کی رحمانیت و رحیمیت کی صفات جلوہ فگن ہوتیں اور درحقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲ اقراءِ اس سے پہلے محذوف ہے۔ یعنی انسان اپنی زبان سے کہتا ہے۔ کہ میں اُس خدا کے نام سے اِس کتاب کی تلاوت کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اور یہی فصاحتِ زبان کا اقتضاء تھا کہ ایسا ہی بیان ہوتا۔ اور اگر سوال کیا جائے۔ کہ بسم اللہ کہنے کا حکم کہاں دیا گیا تھا۔ تو وہ سورۂ علق پڑھ لے اُس میں سب سے پہلے یہی ارشاد ہوا ہے۔ اقرء باسم ربک الذی خلق۔ گویا خدا جب ایک انسان پر جلوہ گر ہوا اور اُس سے خود ارض و سماء کا بادشاہ ہمکلام ہوا تو اس نے یہی کہا کہ اپنے خدا کا نام پڑھ اور اُسی کا نام لیکر ہر چیز کی ابتدا کر۔ یہ حکم تھا جو خدا نے دیا۔ تب اس حکم کی تعمیل میں ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ اُتاری گئی۔ تا اقرء باسم ربک الذی خلق کی تعمیل میں جب بھی کوئی سورۃ پڑھی جائے۔ انسان بے اختیار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ اُٹھے۔ اور یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ کہ خدا کو یہ تسمیہ نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں نہ انسان خود ہی ایک کلام تجویز کر لیتا کیونکہ انسان اس محبت کے کوچہ سے نابلد تھا۔ اُسے کیا خبر تھی۔ کہ آدابِ الٰہی کیا ہیں اور اُس شہنشاہ حقیقی سے تخاطب کیونکر ہو۔ پس خود فضل ایزدی نے سب مشکلوں کو حل کر دیا۔ اور بتا دیا۔ کہ یُوں کیا کرو۔ اور یہ انسانی مودت و رحمت کا ثبوت ہے +

پس یہ اعتراض قلتِ فہم کا نتیجہ ہے۔ اور درحقیقت بسم اللہ ایک دُعا ہے۔ جو مومن کو سکھائی گئی۔ اس میں دو صفات مذکور ہیں۔ رحمٰن اور رحیم۔ اور یہی دو صفات ہیں۔ جن کی ہر کام کی سرانجام دہی کیلئے ضرورت ہوتی ہے۔ رحمانیت بلا مبادلہ اسباب پیدا کر دینے والی صفت کا نام ہے۔ اور رحیمیت کام کے احسن نتائج مترتب کرنے والی صفت کے ظہور کا نام ہے۔ اور یہی دو صفات ہیں۔ جن کے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔ پس خدا نے سکھایا کہ جب بھی کوئی کام کرو۔ تو بسم اللہ کہہ لو۔ اور دُعا کرو۔ کہ اے خدا اس کام کو بخیر و خوبی انجام تک پہنچانے کیلئے ضرورت ہوگی کہ سامان ہوں۔ پس وہ سامان تُو اپنی صفتِ رحمانیت کے ماتحت پیدا فرمادے۔ اور پھر اے خدا ہوسکتا ہے کہ ہماری کوششیں بے اثر ثابت ہوں اور کام پورا نہ ہو۔ اس لئے اے رحیم اپنی رحیمیت کا جلوہ دکھا۔ اور اس کام کے احسن نتائج بھی پیدا فرمادے۔ پس یہ بسم اللہ مختلف حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔ مگر ضروری ہے کہ دیدۂ بینا ہو۔ تب ان پر اطلاع ہوسکتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ بُری باتوں کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے اور نعوذ باللہ "چوری۔ زناکاری۔ جھوٹ اور گناہوں کا بھی آغاز خدا کے نام پر کیا جائے"

درحقیقت یہ شبہ بھی بات کو نہ سمجھنے کا ثبوت ہے۔ چوری سے اسلام نے روکا۔ زناکاری سے منع کیا۔ جھوٹ سے نفرت دلائی۔ گناہوں میں پڑنے سے بشدت باز رکھا۔ پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بُری باتوں کا خدا کے نام پر آغاز اسلامی تعلیم کے ماتحت جائز ہے۔ اسلام تو بُری باتوں کو جائز ہی نہیں سمجھتا۔ اور وہ تو کہتا ہے۔ کہ بُروں کے لئے ہم نے جہنّم طیّار کیا ہے۔ پس جب وہ بُرائی سے متنفّر ہے۔ جب وہ نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر چلانے۔ بلکہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح بنانے کا دعویدار ہے۔ تو یہ کہنا کہ بُرے کاموں کا آغاز بھی اُس کے نام پر جائز ہُوا۔ سخت کوتاہ فہمی کا ثبوت ٹھیرا۔ مگر علاوہ ازیں خود بسم اللہ میں ہی اس اعتراض کا جواب دیدیا گیا ہے کیونکہ اللہ اُس ذاتِ پاک کا نام ہے جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام قسم کے رذائل و نقائص سے منزّہ ہے۔ پس بسم اللہ کہکر تاکید کی گئی ہے۔ کہ جب بھی تم کام کرو۔ تو ایسا ہی کام کرو۔ جو نیکی کا ہو اور نقص و عیب سے منزّہ ہو۔ وگرنہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک شخص یوں کہہ سکے۔ اے پاک خدا تیرے نام پر میں چوری کرتا ہوں۔ چوری ایک گندہ فعل ہے۔ پس وہ پاک خدا کے نام پر نہیں ہوسکتا۔ اُس کے نام پر تو پاک کام ہی ہونگے۔ پس بسم اللہ میں ہی بتایا گیا ہے۔ کہ جب بھی کام کرو۔ تو اُس کے کرنے سے پہلے اِس بات پر گہری نظر ڈالو۔ کہ وہ کام کیسا ہے۔ اچھا یا بُرا۔ عاقل را اشارہ کافی است ✦

تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ بسم اللہ میں تو خدا کو رحیم کہا گیا ہے مگر حقیقتاً وہ رحیم نہیں۔ کیونکہ اسکی رحمت جانوروں پر نہیں۔ مسلمان بلا تکلف اُن کا گوشت کھا جاتے ہیں۔ ذبح کرتے ہیں۔ اور دعوتیں اُڑاتے ہیں ✦

اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ یقیناً خدا رحیم و مہربان ہے۔ مگر اُس کی صرف یہی صفات نہیں بلکہ اور بھی بہت سی صفات ہیں۔ ایک حلیم انسان سے ہم ہرگز یہ توقع نہیں کرسکتے۔ کہ وہ کبھی بھی غصّے نہ ہو۔ کیونکہ حلم بھی خوبی ہے اور موقع پر غصّے ہونا بھی خوبی ہے۔ جس طرح یوں لڑائی کرنا عبث فعل ہے۔ مگر میدانِ کارزار میں جرأتِ مردانہ دکھانا شیوۂ بہادری ہے۔ اسی طرح بعض جگہ رحم ضروری ہوتا ہے اور بعض جگہ انتقام۔ بعض جگہ سختی۔ اور بعض جگہ نرمی۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان مختلف صفات کی وجہ سے انسان کامل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ کامل انسان تبھی ہوگا۔ جب اُسکے اندر تمام صفات پورے طور پر جلوہ گر ہونگی۔

اب اسی طرح بیشک خدا رحیم ہے۔ مگر اُس کی صفات میں سے رازق بھی اُس کی صفت ہے۔ اب رزق بہم پہنچانے کیلئے ضروری ہے۔ کہ ایک کی قربانی ہو۔ تب دوسرے کا پیٹ بھرے۔ خدا نے شیر بنائے مگر اُن کی غذا کے لئے بھی انتظام کیا اور دوسرے جانور بنا دیئے اگر وہ نہ ہوتے تو شیر بھوکے مرجاتے۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے اُس کے رحم پر کوئی حملہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اُس کی مختلف صفات کا ظہور اسی امر کا متقاضی ہے ؛

اب انسان کو دیکھ لو۔ وہ پانی پیتا ہے۔ سبزی کھاتا ہے۔ اور تحقیقات موجودہ سے ثابت ہے۔ کہ ان میں بھی رُوح پائی جاتی ہے۔ پس جب ان میں بھی رُوح ہے۔ تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم پانی نہ پیئیں۔ یا سبزی نہ کھائیں۔ پس جب نہیں ہو سکتا۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ گوشت تو چیز ہی وہ ہے جو انسان میں خون بڑھاتی ہے۔ جرأت۔ ہمّت اور بلندی پیدا کرتی ہے۔ مسلول و مدقوق کا علاج گوشتوں سے کیا جاتا ہے۔ ماء اللحم طیار کیئے جاتے ہیں۔ سب اسی لئے کہ انسان کو اُن کی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ چیزیں نہ ملیں۔ تو انسانی زندگی تلخ ہو جائے۔ پس ضروری ہوتا ہے کہ چھوٹوں کی بڑوں کے لئے قربانی کی جائے۔ جس طرح سپاہی مرتے ہیں اور جرنیل بچتے رہتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹی چیزیں ہلاک ہو کر بڑوں میں سما جاتی ہیں۔ تا دنیا زیادہ نفع رساں چیز سے متمتع ہو اور کم فائدہ چیز اپنی طبعی عمر پا کر دنیا سے اُٹھ جائے ؛

پس گوشت خوری سے خدائی رحم پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ ورنہ اگر انسان گوشت کھانا چھوڑ بھی دیں۔ تب بھی درندے تو کھانا نہیں چھوڑ سکتے۔ پھر بھی ان کا خون ہوگا۔ اور یہ اعتراض تو پھر بھی ہو سکیگا۔ کہ کیوں درندوں کو ایسا بنایا ہے کہ وہ گوشت کے سوا صبر نہیں کر سکتے۔ انہیں بھی دال خور بنایا ہوتا۔

لیکن یہ سب شبہات بزدلی کا نتیجہ ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اُسکے قیام وبقاء کے لئے سبھی موجودات پیدا کیئے گئے۔ پس عقلمند انسان وہی ہے جو مفید اور نافع اشیاء استعمال کر کے اپنے آپکو دنیا کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور نفع رساں ثابت کرے ؛

چوتھا اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر خدا رحمٰن و رحیم ہوتا۔ تو کافروں کے قتل کا کیوں حکم دیا جاتا۔ حالانکہ قرآن لا اکراہ فی الدّین کا حکم دیتا ہے۔ البتہ قاتلوا الذین یقاتلونکم۔ کی ضرور تعلیم دیتا ہے یعنی جو تمھیں مٹانا چاہتے ہیں۔ تم اُسوقت جب اُن کی چیرہ دستی حد سے بڑھ جائے تحفّظ ناموس شریعت اور بقاء اسلام کے لئے اُن کا مقابلہ کرو مگر ولا تعتدوا۔ زیادتی پھر بھی نہ کرو کیونکہ زیادتی عند اللہ غیر پسندیدہ فعل ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسے موقع پر جب اغیار کے جور و ستم افلاک کو ہلا دیں۔ اور زمین مومنین پر تنگ کر دیں۔ اور جان سے بھی پیارا مذہب کچلنے کے لئے آمادۂ پیکار ہو جائیں۔ اُسوقت محض تحفّظ اور دفاع کے لئے اور وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ زیادتی نہ ہونے پائے۔ کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خوبی اور بہادری ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ایسے موقع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر نہ لڑنا بزدلی اور نفاق میں شمار ہے ؛

پانچواں اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ کیا خدا یوم الدّین کا ہی منصف ہے۔ اور کیا وہ ہمیشہ انصاف نہیں کرتا۔ حالانکہ انصاف تو وہ ہمیشہ ہی کرتا ہے۔ مگر یوم الدّین کا وہ مالک ہے۔ یہاں خدا نے مالک کا لفظ رکھ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ وہ اگر چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف واجبی سزا دے۔ بلکہ وہ کامل اختیار رکھتا ہے۔ جج کسی کا جرم بشرطیکہ وہ ثابت ہو جائے۔ معاف کرنیکا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر مالک یہ اختیار رکھتا ہے۔ پس یہاں خدا نے جتایا۔ کہ وہ خدا محض جج یا منصف ہی نہیں۔ بلکہ مالک بھی ہے۔ اگر وہ چاہیگا تو گنہگاروں کو معاف بھی کر دیگا۔ پس یہ اُس کی وسیع رحمت کا اظہار ہے۔ اور اُس کے تلطف و عنایات کا بیان ہے ؛

چھٹا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں آتا ہے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ اس پر کس عجیب طریق پر لکھتے ہیں "کیا بُرا کام کرنے میں بھی اُس کی مدد مانگنی چاہیئے" حالانکہ یہاں پہلے ایاك نعبد کہکر عبادت و پرستش کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ایاك نستعین کہا گیا ہے یعنی اے خدا ہم تیری عبادت و پرستش تو کرینگے۔ مگر اس کام میں بھی تو آپ ہماری مدد فرما۔ پس سیاق و سباق دیکھکر اس اعتراض کی لغویت کما حقہ عیاں ہو سکتی ہے ؛

ساتواں اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مسلمان ایک طرف تو تناسخ کے قائل ہیں۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں ہمیں وہ راستہ دکھا جو پہلے بزرگوں کو دکھایا گیا۔

تعجب ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج کو سمجھ ہی نہ آیا۔ کہ اس آیت کا مفہوم کیا ہے۔ اس میں تو سکھایا گیا ہے کہ تم دعا کیا کرو۔ اے خدا ہمیں اس راستے پر چلا۔ جسپر چل کر ہم سے پہلے بہت سے لوگ تیرا قرب حاصل کر گئے۔ اور اے خدا ہمیں اُس راستے پر چلنے سے محفوظ رکھ۔ جسپر چل کر بہت سے لوگ تیرے قرب سے محروم رہ گئے۔ پس یہ تو ایک دُعا اور التجا ہے۔ نہ کہ اس میں تناسخ کا ذکر۔ تناسخ تو اس اُلٹی منطق کا نام ہے کہ آج اگر زید دیگر تکلیف و راحت میں ہیں۔ تو یہ دُکھ اور سُکھ پہلے کرموں کا نتیجہ ہے۔ جس کا نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ کوئی نشان۔ محض ایک بے تکی صدا ہے جسمیں صداقت کا کوئی شائبہ نہیں ؛

آٹھواں اعتراض۔ اگرچہ سورۂ فاتحہ سے متعلق نہیں۔ مگر چونکہ اس بحث میں اُسکا ذکر کیا گیا ہے اسلئے مختصراً اُس کا جواب دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن میں متعصبانہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ حالانکہ اس زبان میں نازل ہونے سے اگرچہ باشندگانِ عرب کے لئے تو سہولت تھی۔ مگر باقیوں کے لئے دقت تھی۔ پس خدا طرفدار ٹھیرا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس نے عربی میں اپنا کلام نازل کیا۔ سنسکرت یا کسی اور زبان میں نازل نہ کیا۔

حالانکہ اوّل تو بات یہ ہے کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کے نبی آئے وہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی تعلیم دیتا ہے۔ پس جب قرآن یہ کہتا ہے کہ ہر قوم میں اُسکے انبیاء آئے۔ ایران میں بھی اور ہندوستان میں بھی۔ تو ضروری ہے کہ خدا نے کبھی سنسکرت میں بھی کلام کیا ہے اور کبھی فارسی میں کبھی چینی اور جاپانی میں۔ اور کبھی دوسری زبانوں میں۔ پس اب عرب کی باری تھی۔ خدا نے عربی میں کلام اُتار دیا۔ لیکن باقی کلام چونکہ وقتی تھے اسلئے وہ مٹ گئے یا محرف و مبدل ہو گئے۔ مگر قرآن چونکہ دائمی شریعت تھی۔ اس لئے خدا اسکا محافظ تھا۔ اور قرآن چونکہ سب سے بڑا ہدایت نامہ تھا۔ اسلئے خدا نے اسے اُس زبان میں اُتارا۔ جو ام السنہ تھی۔ اور فصاحت و بلاغت میں درجہ اتم رکھتی تھی۔ پس اوّل تو خدا طرفدار نہیں بلکہ اُس نے ہر زبان میں کلام کیا ہے۔ اور عربی زبان میں میں نے بتایا ہے کہ اسلئے اُترا۔ کہ اوّل اب عرب کی باری تھی۔ دوسرے یہ کہ عربی زبان ام السنہ ہے۔ پس ضروری تھا کہ کامل کتاب ایسی زبان میں ہی نازل ہوتی جو سب زبانوں سے زیادہ کامل ہوتی۔ اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ فی الحقیقت عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے +

دوسرا جواب یہ ہے کہ خدا نے آخر کسی نہ کسی زبان میں تو اپنا کلام اُتارنا ہی تھا۔ اگر وہ عربی میں نہ اُتارتا۔ تو ہندی یا سنسکرت میں اُتارتا۔ مگر تب بھی تو وہ طرفدار ٹھیرتا۔ اور عربوں کو اعتراض کا موقع ملتا۔ کہ یہ سمجھ سے باہر ہے۔ اور اگر کلام ایسی زبان میں نازل ہوتا جس کو انسانوں میں سے کوئی نہ سمجھتا۔ اور سب کو اُسکے حصول کے لئے یکساں محنت کرنی پڑتی۔ تو اوّل تو سکھاتا کون جب سب جاہل ہوتے۔ دوسرے پتہ کس طرح لگتا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور کس کے پاس جا کر لوگ پڑھتے۔ اور اُترتا کس پر اور کس طرح خدا سمجھا سکتا کہ فلاں کام کرو اور فلاں نہ کرو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ صرف رشیوں کو ہی سمجھا دیا جاتا تب بھی تو خدا طرفدار ٹھیرتا کہ اُس نے رشیوں کو سمجھا دیا۔ مگر دوسروں کو محروم رکھا۔ پس کوئی بھی صورت ہو۔ ایسے اعتراض سے نجات مشکل ہے +

حقیقت یہ ہے کہ قرآن ذوالجلال والاکرام خدا کا صحیفہ ہے۔ اُس نے بندوں کی ہدایت کے لئے اسے آسمان سے اُتارا۔ اُس نے اسے اُس ملک اور زبان میں اُتارا جسے اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا جو دوسروں کو عجم یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔ پس یہ خدا کا احسان ہے۔ اور قرآن کی سچائی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہے کہ اُس میں ابتک یہ چیلنج موجود ہے۔ فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین + والسلام

خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہدایات دربارہ معاملات

مسلمانوں میں معاملات پر آئے دن سر پھٹول ہوتی رہتی ہے۔ جسے دیکھ دیکھ کر جی کڑھتا ہے۔ اور تعجب آتا ہے۔ کہ جس دین کا نام اسلام ہو۔ اور جس دین کا بھیجنے والا اَلسَّلَام ہو۔ اور جس دین کے پیرو ایک دوسرے کو دیکھتے ہی السّلام علیکم کہتے ہوں۔ ان میں جھگڑا اور فساد کیسا! مومن تو دنیا میں امن پھیلانے کے لئے مامور ہے۔ وہ کیوں امن شکن ہو ÷

گو ایسے فسادات کے بہت سے اسباب بیان کیئے جاتے ہیں۔ مگر ان سب کا اصل کتاب و سُنّت کا عدم علم یا عدم عمل ہے۔ اگر ہمارے معاملات قرآن وحدیث کے احکام کے ماتحت ہوں۔ تو مَیں ہرگز یقین نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی جھگڑا یا فساد اُٹھے ÷

لہٰذا مَیں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ موٹے موٹے مسائل مَیں اپنی سمجھ کے مطابق اس رسالہ میں جمع کر دوں ÷

اگر احباب اسے اپنا دستور العمل بنالیں۔ تو دین و دنیا میں اُن کا بھلا ہو ÷

لین دین کے معاملات میں اگر اس اصل کو مدِّ نظر رکھیں۔ جو سورۂ بقرہ کے آخر میں مذکور ہے۔ تو ایک مسلمان کے لئے کافی ہدایت ہے۔ اس میں ایک طرف سُود سے ممانعت ہے۔ دوسری طرف قرض کے متعلّق ہدایات ہیں۔ تیسری طرف بیع وشرا کا طریق بتایا ہے ÷

سُود کے متعلّق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ترجمہ۔ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور جو سُود سے باقی ہے۔ وہ چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو اگر ایسا نہ کرو۔ تو پھر اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑنے کے لئے تیار ہو۔ اور اگر تم کر لو۔ تو تمہاری اصل رقمیں تمہیں پہنچتی ہیں۔ نہ کسی کا نقصان کرو۔ نہ کوئی تمہارا نقصان کرے۔ اور اگر تمہارا مقروض تنگدست ہے تو آسودگی تک مہلت دینی چاہیئے۔ اور اگر اس کی معذوری کا علم ہے۔ اور بخشدو۔ تو یہ اور بھی اچھا ہے ÷

مَیں نہیں سمجھتا۔ کوئی ایسا سچّا مسلمان بھی ہے۔ جو اس آیت صریحہ کو پڑھے۔ اور پھر سُود کے معاملات میں پڑتے ہوئے اس کے تن بدن پر لرزہ نہ پڑے۔ ربٰو کے متعلّق زیادہ تشریح آگے آتی ہے۔ یہاں صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حدیث لکھے دیتے ہیں۔ جو یہ ہے:-

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَآءٌ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ رسول اللہ صلعم نے لعنت کی۔ بیاج کھانیوالے۔ کھلانے والے اس کے لکھنے والے۔ اس کے گواہوں پر۔ اور فرمایا یہ سب برابر ہیں ٭

مَیں جانتا ہوں۔ ہمارے مسلمان بھائی کہینگے۔ اس کے سوا مفر نہیں۔ مگر یہ حالت بھی تو اُنہوں نے اپنی شامت اعمال ہی سے پیدا کی ہے۔ سُودی روپے پر قرآنی فتویٰ ہے۔ کہ وہ کبھی بابرکت نہیں ہوسکتا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ پس تقویٰ اختیار کرو۔ یہ سب مشکلیں حل ہوجائینگی۔ یہ بھی مَیں نہیں کہتا۔ خدا ہی فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (جو تقویٰ اختیار کرے۔ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کی صورت اللہ پیدا کردیگا۔ اور اُسے رزق دیگا۔ جہاں اُس کا وہم و گمان بھی نہ ہو) پھر فرمایا۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (جو تقویٰ کرے اللہ کا۔ اس کے لئے ہر کام میں سہولت پیدا کردے گا) یہ نسخہ بتایا ہُوا اُس حکیم و علیم کا ہے۔ جسے ہزاروں انبیاء اور اولیاء آزما چکے ہیں ٭

قرض کے متعلق

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللہُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَ اسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ ج۔ ترجمہ۔ اے مومنو! جب تم ایک میعاد مقررہ تک قرض پر لین دین کرو۔ تو اُسے لکھ لیا کرو۔ اور ایک لکھنے والا تم میں انصاف سے لکھدے۔ اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے۔ اللہ نے اُسے لکھنا سکھایا ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ وہ لکھدے۔ اور جس پر قرض ہے۔ وہ تمسک کا مضمون لکھواتا جائے۔ اللہ سے ڈرے اور کچھ کم نہ لکھوائے۔ اگر جس پر قرض ہے۔ وہ بیعقل یا ضعیف ہے۔ یا لکھوا نہیں سکتا۔ تو چاہیئے۔ کہ انصاف کے ساتھ اس کا مختار لکھواتا جائے۔ اور اپنے لوگوں میں سے دو کو گواہ ٹھیرالے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیع کے متعلق

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ وقت مقررہ تک لکھنے میں سستی مت کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف کی صورت ہے۔ اور گواہی کے لئے بہتر۔ اور قریب اس کے کہ تم دربارہ معاملات شک میں نہ پڑو۔ ہاں دست بدست سودا ہو۔ تو نہ لکھنے میں کسی قسم کا گناہ نہیں۔ اور خرید و فروخت کے وقت احتیاطاً گواہ رکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والے اور گواہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔"

اگر ہمارے مسلمان بھائی جو معاملات بیع و شرا قرض وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ انہیں لکھ پڑھ لیا کریں۔ تاجر اپنا حساب باقاعدہ رکھیں۔ تو یہ جھگڑے کیوں برپا ہوں۔ کلام اللہ میں کہیں یہ استثناء نہیں۔ کہ آپسمیں دو دوست ہوں۔ تو لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یا معاملات کی کتابت صرف بے اعتباری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ معززین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس اس حکم الٰہی کی عدم تعمیل نے جسقدر نقصان پہنچایا ہے۔ وہ کم نہیں۔ اگر اب بھی ہمارے بھائی سنبھلیں۔ تو ان کا بھلا ہو +

قرآن میں یہ اصل اصول ہیں۔ اب ان کی تفسیر رسول اللہؐ کے کلام میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ خدا مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

حلال کمائی

ابو ہریرہؓ راوی ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ وہ نہیں قبول کرتا۔ مگر پاک مال کو۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ اے مومنو! حلال رزق کماؤ۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے۔ یارب یارب کہکر دعا مانگ رہا ہے۔ مگر اُس کا کھانا حرام۔ پینا حرام۔ لباس حرام اور مال حرام سے پرورش ہوتی ہے تو پھر وہ دعا کیونکر قبول ہو۔ (مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (رواہ مسلم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس مومن کو چاہیئے پاک مال۔ پاک رزق حاصل کرنے کی کوشش کرے +

۲۔ حرام مال کے کپڑے پر نماز بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ دس درہم کا کپڑا ہو۔ ایک درہم حرام کا ہو۔ تو اس کی نماز قبول نہیں +

۳۔ نعمان بن بشیر راوی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ حلال بھی ظاہر اور حرام بھی ظاہر۔ مگر جو شبہ چیزیں ہیں۔ انہیں بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ جو شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرے۔ اُس نے اپنی عزت اپنے دین کو بچا لیا۔ جو یہ پرہیز نہ کرے۔ وہ ایک نہ ایک دن حرام چیزوں میں پڑے گا +

پھر آپ نے اصل الاصول تمام نیکیوں کا بتایا۔ کہ دل پاک ہو۔ اگر صفائی قلب حاصل ہو۔ تو پھر تمام جسم سنور جاتا ہے۔ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (رواہ البخاری ومسلم)

ان اشیاء کی بیع ممنوع ہے

رافع بن خدیج راوی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ (رواہ مسلم) کُتے کی قیمت ناپاک ہے۔ زانیہ عورت کی خرچی حرام ہے۔ اور پچھنے لگانے والے کی کمائی زبون ہے۔ اور ابو مسعود الانصاری کی روایت کے مطابق حُلْوَانُ الْكَاهِنِ (کاہن کی شیرینی) سے بھی رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا۔ (رواہ البخاری) ابو جحیفہ جس حدیث کے راوی ہیں۔ اس میں خون کی قیمت ثمن الدم بھی آیا ہے۔ کاہن آیندہ کی خبریں بطور پیشہ کے بتاتا۔ اور خبریں بتانے پر شیرینی لیتا ہے۔ ایسا ہی زانیہ عورت جو زنا کے سبب لیتی ہے۔ اسپر جمہور مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کہ حرام ہے۔ کُتوں میں سے وہ کُتا جو شکاری ہو۔ یا جو کھیتی وغیرہ کی حفاظت کرے۔ اسکی بیع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ ترمذی میں ایک حدیث ہے۔ اور نسائی میں بھی۔ اور پچھنے لگانے والے کا کسب پاکیزہ نہیں۔ ورنہ یوں تو۔ ابو طیبہ نے رسول خداؐ کو پچھنے لگائے۔ تو اسے کھجوروں کا ایک صاع دینے کا ارشاد فرمایا۔ (بخاری ومسلم) بلّی کی بیع سے بھی منع فرمایا۔ (مسلم) ایسا ہی نر کو مادہ پر چھوڑنے کے لئے دینے پر ۔ ۔ ۔ اُجرت لینی ممنوع ہے۔ ہاں یہ جائز ہے۔ کہ نر عاریۃً دے۔ اور عاریت لینے والا اپنی خوشی سے بطور انعام کچھ دیدے۔ اِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهٗ فِي الْكَرَامَةِ۔

۶۔ پھلوں کو ان کی پختگی ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا منع ہے۔ ابن عمرؓ راوی ہیں۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (بخاری ومسلم) صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ پختگی سے کیا مراد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو فرمایا۔ پھل کا سُرخ ہونا ؛

۷۔ اسی طرح مفصلہ ذیل بیعیں منع ہیں :-

مُعَاوَمَۃ۔ پھلوں کی بیع کئی سال کے لئے کرنا۔ یہ اس لئے کہ ممکن ہے پھل ہی نہ لگے۔ یا کسی اور آفت ارضی یا سماوی کا سامنا ہو۔ یہاں تک ارشاد ہے۔ کہ اگر تم اپنے بھائی کے آگے پھل بیچو پھر کسی آفت ناگہانی سے تباہ ہوں۔ تو قیمت نہیں لینی چاہیئے۔ (مُسلم)

مُحَاقَلہ۔ کھیتی میں قیاس سے غلّہ کی مقدار مقرّر کر لی جائے۔ پھر اُسے بیچدیں۔ حالانکہ کمی و بیشی ممکن ہے ؛

مُخَاضَرَۃ۔ پھلوں کو پختہ ہونے سے پہلے پختہ پھل بالمقابل بیچنا ؛

مُنَابَذَۃ۔ ایک آدمی اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکدے۔ اور وہ اپنا اس کی طرف۔ بغیر دیکھنے بھالنے اور رضامندی کے۔ اس میں دھوکہ کا اندیشہ ہے ؛

مُلَامَسہ۔ ایک دوسرے کے کپڑے یا کسی ایسی چیز کو ہاتھ لگادے۔ اور اُلٹا پلٹا کر نہ دیکھے۔ اور یہ بیع سمجھ لی جائے ؛

مُزَابَنَہ۔ مثلاً کھجور کا پھل۔ خشک کھجوروں کے بدلے جن کا پیمانہ معلوم ہے۔ بیچنا۔ یہ روایت بخاری میں بروایت انسؓ موجود ہے۔ بصورت عرایا جائز ہے۔ یعنی کسی محتاج کو ایک درخت کا پھل دے۔ پھر رفع حرج کے خیال سے اس مسکین کو خشک پھل اندازے کے مطابق دیکر وہ درخت خرید لے۔ پانچ وسق سے کم میں جائز ہے ؛

ان سب میں اصل یہ ہے۔ کہ مبیع مجہول ہو۔ تو بیع منع ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ راوی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ کھجوریں جو ابھی پختہ نہ ہوں۔ اُون جو ابھی جانور کے بدن پر ہو۔ دودھ جو ابھی تھنوں میں ہو۔ اور گھی جو دودھ میں ہو۔ ان کا بیچنا منع ہے۔ ایسا ہی استثنا مجہول بھی منع ہے۔ ہاں اگر مقرر کرلے۔ کہ فلاں چیز کے سوا سب مکان یا زمین فروخت کرتا ہوں۔ تو جائز ہے۔ اصل لفظ حدیث کے وَالثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ (ترمذی)

۸۔ ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے منع فرمایا ؛

بیع الحصاۃ۔ یہ کہنا کہ جس چیز پر یہ کنکر باریک پڑے۔ وہ میری ؛

بیع الغرر۔ یعنی جس میں سودا مجہول ہو۔ یا بائع کی قدرت میں نہ ہو۔ مثلاً مچھلی دریا میں۔ یا جانور ہوا میں۔ (مُسلم)

۹۔ وہ بیع جس میں ادائے قیمت کی میعاد مجہول ہو۔ مثلاً یہ کہنا۔ کہ وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب یہ پیدا ہو کر حاملہ ہو گا۔ (ابو داؤد)

۱۰- ایک بیع میں دو بیعیں ناجائز ہیں۔ جب تک اسی مجلس میں فیصلہ نہ ہو جائے۔ مثلاً یہ کہنا کہ نقد لو۔ تو دس روپے اور ادھار لو تو بیس روپے۔

بیع العربان بھی ناجائز ہے۔ (دیکھو مؤطا) اس کی صورت یہ ہے۔ کہ ایک شخص چیز خریدتا ہے۔ اور بیچنے والے کو بطور بیعانہ بایں شرط دے۔ کہ اگر بیع ہو گئی۔ تو یہ بیعانہ قیمت میں مجرا ہو۔ ورنہ یہ تیرا حق ہے۔

۱۱- جو چیز قبضے میں نہ ہو۔ اس کی بیع بھی منع ہے۔ حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا۔ میرے پاس ایک شخص آتا ہے۔ مجھ سے ایک چیز خریدنا چاہتا ہے۔ مگر وہ میرے پاس نہیں ہوتی۔ پھر میں سودا کر لوں۔ اور بازار سے خرید کر دیدوں۔ تو یہ جائز ہے؟ فرمایا۔ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (جو چیز تیرے پاس نہیں[۱] تو اس کی بیع مت کر) (ترمذی)

۱۲- بیع قرض کی قرض سے بھی ناجائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے۔ مثلاً احمدؐ نے داؤد سے ایک چیز مُدّت مقررہ پر قیمت دینے کے وعدے پر خریدی۔ مُدّت پوری ہوئی۔ احمدؐ کے پاس قیمت نہیں تو داؤد نے کہا چلو۔ اتنی مُدّت پر میرے پاس فروخت کردو۔ اب باہم قبضہ کیا نہیں۔ تو یہ بیع ناجائز ہے۔ یا یہ صورت ہے۔ کہ احمدؐ کے ذمے داؤد کی ایک چیز ہے۔ اور سلیمان نے احمدؐ سے کچھ روپے لینے ہیں۔ تو اب داؤد سلیمان سے کہدے۔ میں نے اپنی چیز جو احمدؐ سے لینی ہے۔ وہ تیرے پاس بیچی۔ ان روپوں کے بدلے جو تو نے احمدؐ سے لینے ہیں۔ تو یہ بیع ناجائز ہو گی۔

۱۳- جابر راوی ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے جب تُو غلّہ خریدے تو اُسے نہ بیچ۔ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔ (مسلم) ایک حدیث میں آیا ہے جبتک اس جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ پر نہ رکھوا لے۔ اور متفق علیہ حدیث میں ہے۔ کہ اسے نہ بیچے۔ جب تک کہ اس کو ماپ نہ لے۔ بلکہ جب دے۔ تو پھر بھی ماپ کر دے۔ عثمانؓ راوی ہیں۔ کہ فرمایا حضرت نبی کریمؐ نے یا عثمان اذا ابتعت فاکتل واذا بعت فکل (رواہ احمدؒ) جب خریدے ماپ لے۔ جب بیچے۔ پھر ماپ کر دے۔ منقولہ اشیاء کی بیع قبل از قبضہ جائز نہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک مطعومات کی۔

۱۴- کوئی بیرونی آدمی اس ارادہ پر غلہ لائے۔ کہ آج کے بھاؤ پر شہر پر فروخت کر جاؤں۔ اب شہری کے لئے خواہ اس کے رشتہ داروں میں سے ہو۔ جائز نہیں۔ کہ اسے کہے۔ میرے پاس غلّہ رکھدے گراں ہونے پر بیچدونگا۔ کیونکہ اس میں حرج ہے۔ (ابن عمر) نَهَى النَّبِيُّ صلعم اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (رواہ البخاری)

---

[۱] اس سے بیع سلم مستثنےٰ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵-ابن عمر راوی ہیں۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَبَیْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِیْ بَیْعٍ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ یُضْمَنْ وَبَیْعُ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (۱) قرض اور بیع جائز نہیں یعنی کوئی چیز بیچنا اور ساتھ ہی یہ شرط کرنا۔ کہ اتنا روپیہ مجھے قرض دو۔ یا کسی کو قرض دینا۔ اور کوئی چیز بھی اس کے پاس زیادہ قیمت پر فروخت کرنا۔ (۲) بیع میں دو شرطیں بھی منع ہیں۔ مثلاً کپڑا بیچا۔ بایں شرط کہ دھلوا دونگا اور سلوا دونگا۔ (۳) جو چیز کسی کی ضمان میں نہیں۔ اسکے نفع کا بھی وہ مستحق نہیں۔ مثلاً کسی نے گھوڑا خریدا مگر ابھی قبضہ نہیں کیا۔ راستے میں اگر کوئی کرایہ ملے۔ تو بائع کا حق ہے۔ کیونکہ اگر گھوڑا ضائع ہوتا تو بائع کا ہوتا۔

۱۶-سعید بن المسیب راوی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کے بدلے گوشت کے بیچنے سے منع فرمایا۔ (مؤطا)

بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ اگر جانور ماکول اللحم نہ ہو۔ تو جائز ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

۱۷-بیع عینہ بھی ناجائز ہے۔ یعنی کسی کے پاس ادھار پر کوئی چیز بیچکر پھر اس سے نقد کم قیمت پر خریدنا۔ (دارقطنی) مثلاً دس روپے پر ادھار ایک چیز احمد کو دی۔ پھر پہلی قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے احمد سے چھ روپے نقد پر خرید لی۔ اور چار روپے احمد کے ذمے رہ گئے یہ بھی سود ہے۔

۱۸-ایک شے جس کی لوگوں کو عام طور پر ضرورت ہے۔ اسے بیچنے سے روک دینا۔ یا کسی دولتمند کا بخیال منافع بغیر ضرورت بازار سے تمام غلہ خرید لینا۔ یعنی احتکار منع ہے۔ مَنِ احْتَکَرَ حُکْرَۃً یُرِیْدُ اَنْ یُّغْلِیَ بِھَا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَھُوَ خَاطِیٌٔ (رواہ احمد)

۱۹-عبادہ بن الصامت راوی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَآءً بِسَوَآءٍ یَدًا بِیَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ ھٰذِہِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ اِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ (مسلم)

سونا بدلے سونے کے چاندی بدلے چاندی کے گندم بدلے گندم کے۔ جَو بدلے جَو کے کھجور بدلے کھجور کے نمک بدلے نمک کے۔ برابر۔ برابر۔ دست بدست بیچو۔ جب یہ قسمیں مختلف ہوں۔ تو بیچو۔ جس طرح چاہو۔ (کم و بیش) مگر بشرط دست بدست۔

اس حدیث میں بہت سی بحثیں ہیں۔ مگر ان کے لئے یہ مقام نہیں حنفیوں کے نزدیک علت اور شرط ربا۔ دو نو چیزوں کا قدری پیمانے میں (یک یا تل کر) ہونا۔ اور جنس متحد ہونا۔ اس صورت میں اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آم کے بدلے دو لینا درست ہے۔ شافعیؒ کے نزدیک شرط بیاج کی یہ ہے۔ کہ کھانے کی قسم سے ہوں یا قیمت۔ پس لوہا اور چونا زیادتی کے ساتھ جائز ہوگا۔

(ا) عمدہ کھجوریں۔ ناقص کھجوروں کے عوض میں۔ برابر برابر دست بدست جائز ہیں۔ مگر یہ جائز نہیں۔ کہ ایک صاع عمدہ کھجوریں دو صاع ناقص کھجوروں کے بدلے لیں۔ بلکہ یوں کریں پہلے ناقص کھجوروں کی قیمت مقرر کرلیں۔ پھر اس کے عوض اچھی خرید لیں۔

(ب) نیز ایک ڈھیر کھجوروں کا پڑا ہے۔ جس کا پیمانہ معلوم نہیں۔ انہیں ان کھجوروں کے بدلے بیچنا جن کا پیمانہ معلوم ہے۔ ناجائز ہے۔ (مسلم)

(ج) فضالہ بن عبید راوی ہیں۔ کہ میں نے ایک ہار بارہ دینار کو خریدا۔ جس میں سونا اور نگینے تھے۔ پھر میں نے اُسے جدا جدا کیا۔ تو بارہ دینار سے زیادہ سونا اس میں پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کا ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ لَا تُبَاعُ حَتّٰی تُفَصَّلَ (رواہ مسلم) نہ خریدا جائے۔ جبتک سونا اور نگینے جدا جدا نہ کریں۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط کیا جاتا ہے۔ کہ سونے کی بیع ایسے سونے سے جائز نہیں۔ جس کے ساتھ کوئی چیز ہو اور پھر سونا برابر برابر دست بدست ہو۔ حنفیہ کے نزدیک اگر خالص سونا ہار والے سونے سے زیادہ ہو۔ تو جائز ہے۔ زیادہ سونا نگینوں کی قیمت میں آجائیگا۔

اسی حدیث کی بنا پر چاندی کا زیور۔ روپوں کے عوض میں خریدنا جائز نہیں سمجھتے۔ اور علماء حنفیہ روپوں میں کچھ پیسے ملا دیتے ہیں۔ تاکہ جنس مختلف ہو جائے۔ مگر جب روپوں کی قیمت باعتبار سکّہ کے ہے۔ اور زیور میں صنعت بھی ہے۔ تو خدا جانے یہ جنس کیوں متحد سمجھتے ہیں؟

۱۹- جابرؓ راوی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ نے حرام کردیا۔ شراب مُردار۔ خنزیر۔ بتوں کی بیع کو۔ عرض کیا گیا۔ حضور مُرداروں کی چربی۔ جس سے چمڑوں کو مالش کی جاتی اور چراغ روشن کیئے جاتے ہیں۔ فرمایا۔ لَا هُوَ حَرَامٌ۔ نہیں وہ حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۰- ابن عمرؓ راوی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ) نجش یعنی چیز خریدنے کا ارادہ نہیں صرف لوگوں کو رغبت دلانے کے لئے مشتری بن بیٹھے۔ اور قیمت بڑھانا جائے۔

۲۱- ابن مسعودؓ راوی ہیں۔ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ (رواہ البخاری و مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعوں کی ملاقات سے روکا ہے۔ یعنی قافلہ آرہا ہے۔ اور ایسے شہر سے باہر جا ملنا۔

(ب) بروایت ابوہریرہؓ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا۔ کہ اگر کوئی شخص سوداگر سے باہر جا کر ملے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہیں کوئی سودا کرلے۔ تو سوداگر کو اختیار ہے۔ کہ بازار میں آنے پر نقصان معلوم ہونے کی صورت میں اپنا اسباب واپس لے لے۔ (ابوداؤد)

۲۲- (ابن عمرؓ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يَبِعْ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ - کوئی تم میں سے اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ مثلاً ایک صاحب نے کوئی چیز خریدی۔ دوسرے نے کہا۔ یہ بیع فسخ کردو۔ میں تجھے ارزاں دے دیتا ہوں۔ یا بیچنے والے سے کہے۔ تم اپنی چیز واپس لے لو۔ میں اسے زیادہ قیمت پر خریدلوں گا۔ یا سودا ہورہا ہے۔ اور آپ زیادہ قیمت بتلاکر معاملہ خراب کرے ؛

آداب بیع

ابن عمرؓ راوی ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔ جو شخص تابیر کے بعد کھجور فروخت کرے۔ تو اس کا پھل بائع کا حق ہے۔ مگر اس صورت میں کہ خریدار شرط کرلے۔ (رواہ ابن ماجہ)

۲- جابرؓ راوی ہیں۔ کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ خریدا۔ اور میں نے گھر تک سوار ہونے کی شرط کرلی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں۔

۳- بیع میں دھوکہ سے سلامت رہنے کی شرط جائز ہے۔ (ابن عمرؓ) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس شخص کو جسے سودا میں دھوکہ دیا جاتا تھا۔ تو کہہ دیا کر۔ کوئی فریب نہیں۔ (متفق علیہ)

۴- بیچنے والے پر لازم ہے۔ کہ وہ بیع میں اگر کوئی عیب ہو۔ تو وہ خریدار کو بتادے۔ (عقبہ بن عامر) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ مسلمان۔ مسلمان کا بھائی ہے۔ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيْهِ بَيْعًا وَفِيْهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهٗ (رواہ ابن ماجہ)

ب۔ ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ کہ ایک شخص غلہ بیچ رہا تھا۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا۔ تو وہ تر تھا۔ فرمایا مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم) جو ہمیں دغا دے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

۵- (ابن مسعودؓ) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جب بائع و مشتری میں اختلاف ہو جائے۔ اور کوئی شہادت نہ ہو۔ تو قول معتبر بائع کا ہے۔ یا بیع چھوڑ دیں۔ فَالْقَوْلُ مَا يَقُوْلُ صَاحِبُ السِّلْعَةِ اَوْ يَتَرٰكَانِ (ابوداؤد)

۶- بیع سلم جائز ہے یعنی کسی کو روپیہ دینا اس شرط پر کہ ہم اتنی مدّت تک اتنے وزن یا ماپ کی فلاں شئے بایں صفت و نوع تم سے لینگے۔

ابن عباسؓ راوی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے۔ اور وہ لوگ پھلوں میں سال دو سال تک بیع سلم کرتے تھے۔ پس فرمایا حضورؐ نے مَنْ اَسْلَفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَّعْلُوْمٍ (مشکوٰۃ) جو بیع سلم کرے پھلوں میں۔ پس ماپ۔ وزن۔ مُدّت مقرر کرلے۔

ا۔ حدیث میں اقل مُدّت کا ذکر نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک ایک ماہ ہے۔ یعنی ایک ماہ سے اندر اندر بیع سلم نہ ہوگی۔

ب۔ حنفیہ کے نزدیک اس شئے کا عقد سے مقررہ مُدّت پورا ہونے تک موجود ہونا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے۔ کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے عہد میں۔ گندم۔ جَو۔ منقی۔ کھجور کی بیع سلم کرتے تھے۔ وَمَا نَرَاہُ عِنْدَھُمْ اور ہم ان کے پاس اسوقت موجود نہ دیکھتے تھے۔ (نسائی)

ج۔ بخاری میں ایک روایت ہے عائشہ صدیقہؓ سے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک یہودی سے طعام ادھار لیا۔ اور زرہ گرو رکھی۔ جس سے اس بات کا جواز ثابت ہوا۔ کہ بیع سلم میں بجائے نقدی کوئی چیز روپیہ میسّر آنے تک گرو رکھ لینی جائز ہے۔

د۔ ایک حیوان کو دوسرے حیوان کے بدلے میں نسیہ (ادھار) پر بیچنا ناجائز ہے۔ (ابوداؤد) مگر مؤطا میں مالکؒ نے نقل کیا۔ کہ حضرت علیؓ نے ایک اونٹ عصیفر نام بیس اونٹوں کے عوض ایک مُدّت مقررّہ پر بیچا۔ اور حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔ میں لشکر کے لئے اونٹ مہیّا کروں۔ جب اونٹ ختم ہوگئے۔ اور کچھ لوگ رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابتع علینا ابلاً بقلائص من ابل الصدقۃ الیٰ محلھا حتّٰی تُنفذ ھٰذا البعث یعنی اونٹ اس وعدے پر خرید لو۔ کہ زکوٰۃ کے اونٹ معاوضہ میں دیئے جائینگے۔ پس میں ایک ایک اونٹ صدقہ کے دو دو تین تین اونٹنیوں کے عوض خریدنے لگا۔ (ابوداؤد)

ے۔ (ابن عمرؓ) کَانَتِ السُّنَّۃُ اَنَّ متبایعیْنِ بالْخِیارِ حتّٰی یَتفرَّقَا (رواہ البخاری) یہ دستور العمل تھا۔ کہ بائع مُشتری ساتھ اختیار کے ہیں۔ جبتک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یعنی سودا واپس ہوسکتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے۔ کہ ابن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس مال بیچا۔ سودا کرنے کے بعد میں ان کے گھر سے نکل آیا۔ تاکہ بیع واپس نہ ہو۔

ہاں شرط کرلیں۔ تو پھر بعد جُدا ہونے کے بھی واپسی کا اختیار ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَفْقَۃَ خِیَارٍ (ترمذی) حنفیہ نے خیار کی مُدّت تین دن رکھی ہے۔ رویت کی شرط بھی جائز ہے۔ یعنی مُشتری نے دیکھا نہیں۔ اور کوئی چیز خرید لی۔ پھر جب دیکھے۔ تو چاہے۔ خرید لے۔ چاہے واپس کردے۔

۸۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ بائع و مُشتری مبیع و ثمن کا عیب بیان کردیں۔ تو ان کی بیع بابرکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں۔ اور عیب چھپائے رکھیں۔ تو برکت دُور ہو جاتی ہے۔ فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا (رواہ البخاری ومسلم)

۹- (ابوہریرہ) نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ اونٹ اور بکری کا دودھ تھنوں میں بند رکھ کے انہیں فروخت کرو۔ جو مصراۃ کو خریدے اسے دودھ دوہنے کے بعد واپس کرنے کا اختیار ہے۔ پسند ہو۔ تو رکھ لے۔ ناپسند ہو۔ تو واپس۔ ہاں۔ ایک صاع کھجوروں کا ساتھ دے۔ (بخاری)

بعض نے کھجوروں کی قیمت کا کوئی اور اناج یا اس کے مقابل نصف صاع گیہوں بھی جائز رکھی ہے ؎

۱۰- رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اپنا مال (مسروقہ۔ مغصوبہ) کسی شخص کے پاس پائے۔ تو وہ اس کا حقدار ہے۔ اور خریدار اپنا حق اس شخص سے طلب کرے جس سے اس نے خریدا۔ (ابوداؤد)

احمدؐ نے اپنا مال دادن کے پاس پایا۔ گو دادن نے قیمتاً زید سے خریدا ہو۔ تاہم احمد دادن سے لے سکتا ہے۔ دادن زید سے مطالبہ کرے۔

ب مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔

احمد نے داؤد سے کوئی چیز خریدی۔ مگر ابھی قیمت نہیں دی۔ مجسٹریٹ نے احمد کے دیوالہ کی درخواست کو منظور کر لیا۔ تو اب داؤد اپنی چیز بعینہٖ پائے۔ تو واپس لے سکتا ہے۔ ورنہ دوسرے قرضخواہوں کے ساتھ بحصہ رسدی لے گا ؎ (باقی دارد)

ندائے ایمان ۳ع

اسلام کی دوستی کے پردہ میں دشمنی

اسلام کی سب سے بڑی خوبی اس کی زندگی ہے۔ جس کا جواب دوسرے کسی مذہب میں موجود نہیں۔ ماضی کے قصے ہر ایک مذہب میں موجود ہیں۔ لیکن ذیل کے معیار پر سوائے اسلام کے کوئی پورا نہیں اترتا الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا۔

پاک کلام کی حالت پاک درخت کی طرح ہے۔ جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔ اور جس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے۔ (سورۂ ابراہیم ع ۴) یہ پھل صرف اسلام میں ہی موجود ہے اور اس کی زندگی پر ایک زبردست شاہد ہے ؎

انہی پھلوں میں سے ایک پھل کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور مہدی معہود رکھا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان تیرہ سو سال سے برابر اس زمانہ کا انتظار کرتے چلے آئے ہیں۔ جب اسلام کے درخت کو پھل لگیں گے اور دوسرے مذہبوں پر اس کی برتری ثابت کرے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس زمانہ کا ان الفاظ میں شوق دلایا ہے۔ کہ اسلام کس طرح ہلاک ہو سکتا۔ جبکہ اسکے شروع میں مَیں۔ اور آخر میں مسیح موعودؑ ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ کہ مَیں نہیں جانتا۔ کہ اس اُمّت کا ابتدائی حِصّہ اچھا ہے یا آخری۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کیلئے سب سے بڑھ کر خوش کُن خواب مسیح موعودؑ۔ اور مہدی معہود کے زمانہ کو پانا تھا۔ ان کے بڑے اور ان کے چھوٹے ان کے عالم اور ان کے جاہل سب شوق سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب مسیح موعودؑ کا ظہور ہوگا۔ اور ایک دفعہ پھر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کہلانیکے مستحق ہو جائینگے۔ ایک دفعہ پھر خدا تعالیٰ کا نور ان میں چلتا پھرتا نظر آئیگا۔ ایک دفعہ پھر باوجود لمبے عرصہ کے گذر جانے کے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپؐ کے روحانی فرزند کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر گویا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرینگے۔ پھر اسلام کفر پر فخر کریگا۔ اور کفر اسلام کے سامنے شرمندگی سے سر جھکا لیگا۔ اور مسلمان کفّار کو دیکھ کر کہینگے۔ اے جھوٹے مذاہب کے فریب میں آنیوالو! دیکھو ہمارا زندہ مذہب وہ کس طرح ہر ضرورت پر پھل دیتا ہے اور اے مُردہ رہنماؤں کی یاد میں رونیوالو! دیکھو ہمارا رسولؐ وہ کس طرح زندہ ہے۔ اور کس طرح اس کا فیض اسکے رُوحانی فرزندوں کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں جاری ہے*

مسلمان اسی امید اور اسی آرزو میں بیٹھے تھے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ السّلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مسیح موعودؑ اور مہدی معہود ہونیکا دعویٰ کیا۔ سارے عالَم اسلامی میں شور پڑ گیا۔ کہ وہ جس نے آسمان پر سے آنا تھا زمین پر سے کس طرح ظاہر ہو گیا۔ اور جس نے بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہونا تھا۔ مسلمانوں میں کس طرح پیدا ہو گیا تمام علماء نے آپؑ پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور کہا۔ کہ یہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا منکر ہے اور اسلام کا دشمن۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں جب آپؑ نے اور آپؑ کی جماعت نے قرآن کریم سے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح ناصری علیہ السّلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب کوئی مسیح آسمان سے آنیوالا نہیں۔ اور مسلمان علماء نے جنکی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں وہ سب لوگوں سے بدتر ہونگے جب دیکھ لیا۔ کہ مسیحؑ کو زندہ رکھنا مشکل ہے۔ اور اس میدان میں سلسلۂ احمدیہ کا مقابلہ ناممکن۔ تو انہوں نے جھٹ پہلو بدلا۔ اور اب عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں کسی مسیح اور مہدی کی ضرورت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کافی ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے یہ کہا جاتا تھا۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا سب سے بڑا قصور یہ ہے۔ کہ وہ آسمان پر سے مسیح کے آنیکے منکر ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اُنکا سب سے بڑا قصور یہ ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مسیحؑ کے آنیکے قائل ہیں کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کافی نہیں؟ جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ یہ مشرق سے مغرب کی طرف تبدیلی صاف بتا رہی ہے۔ کہ یہ شور اسلام کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی کے سبب سے ہے۔ جس طرح کسی نے کہا۔ کہ لا بحب علی بل ببغض معاویہ۔ علیؓ کی محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ معاویہؓ کے بغض کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ کہ محض مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے وہ اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح وہ احمدیت کی ترقی کو روک دینگے۔ اور یہ نہیں خیال کرتے۔ کہ اس طرح وہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں۔ اور اسلام کو کفر کے سامنے شرمندہ کر رہے ہیں ؂

سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (ع) وہ خدا ہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا ہے۔ تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھکر سنائے۔ اور انہیں پاک کرے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ گو اس سے پہلے یہ لوگ کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ اور اسی طرح یہ رسولؐ ایک ایسی ہی امی قوم کو جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ یہی باتیں سکھائیگا۔ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی یا ایک حقیقی اور ایک ظلی۔ اور دونو بعثتوں میں کام ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات لوگوں کو سنا کر اور ظاہری اور باطنی شریعت کی تعلیم دیکر لوگوں کو پاک کرنا۔ اب مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں گو ظاہری بعثت کے تو قائل ہیں۔ لیکن باطنی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اس آیت کے صریح مفہوم کو جھٹلا رہے ہیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی آیتوں کو جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ اور صدہا حدیثوں کو ہزارہا کشوف کو جو تیرہ سو سال میں مسلمان اولیاء آمد مسیحؑ کے متعلق دیکھتے رہے ہیں ؂

یہ منکر ایک آیت کے مفہوم کی تاویل کر لینگے۔ ایک حدیث کو بگاڑ لیں گے لیکن وہ متعدد آیات اور صدہا حدیثوں اور ہزارہا کشوف کو نہیں چھپا سکتے۔ مسیحؑ کے زندہ آسمان پر جانے کے متعلق ایک بھی کشف کسی مسلّم بزرگ کی پیش نہیں کیجا سکتی۔ لیکن اسکی آمد کے متعلق قریباً ہر ولی نے کچھ نہ کچھ خبر دی ہے۔ پس مسیحؑ کی آمد کا انکار درحقیقت قرآن اور حدیث اور سب بزرگوں کا انکار ہے۔ اور اس قسم کے انکار کے بعد اسلام کا باقی ہی کیا رہ جاتا ہے ؂

میں ان تمام مسلمانوں سے جو اسلام کا درد رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس خطرناک فتنہ کی حقیقت کو سمجھیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ اگر وہ بانیٔ سلسلہ کی صداقت کو ابھی نہیں سمجھے۔ تو نہ سہی۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کی گھڑی کا انتظار کریں۔ آپؑ کی دشمنی میں جو اسلام کو زندگی سے اور رسول کریم صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وسلّم کو اجراء فیض سے محروم کیا جا رہا ہے۔ وہ کم سے کم اس سے تو بچیں۔ اور دوسروں کو بچائیں۔

مسیح موعودؑ کی آمد کے مُنکر۔ لوگوں کو یوں دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ کامل ہیں آپؐ کے بعد کسی شخص کی ضرورت نہیں لیکن یہ نادان نہیں سمجھتے۔ کہ کیا خدا تعالیٰ کامل نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے اسوجہ سے کہ اس کا نور بندوں کی نگہ سے پوشیدہ ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھیجا۔ پھر جب خدا تعالیٰ کے نور کو ظاہر کرنیکے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کی ضرورت ہوئی۔ تو کیوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نور کے ظہور کیلئے آپؐ کے کسی فیضیافتہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان خراب ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں تسلیم کرتے کہ انکے علاج کیلئے خدا تعالیٰ کوئی تدبیر کریگا۔ انکے نزدیک اُمّتِ محمدؐیہ کے بگڑنے سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے کمال میں فرق نہیں آتا لیکن بگاڑ کی درستی کا سامان کرنے سے آپؐ کے کمال میں نقص آ جاتا ہے۔ شیطان کی ذرّیت جاری رہے۔ تو آپؐ کی ہتک نہیں ہوتی۔ لیکن آپؐ کے روحانی فرزند پیدا ہوں تو آپؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر غور کریں۔ تو اس خیال کے لوگ دانستہ یا نادانستہ ابوجہل کی نقل کرتے ہیں۔ جس نے کہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ ابتر ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان شانئک ھو الابتر تیرے دشمن ہی بے اولاد ثابت ہونگے۔ تیری اولاد جاری رہیگی۔ گویا جب کبھی کوئی شیطانی تحریک جاری ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی روحانی اولاد میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر اُسے تباہ کریگا غرض یہ تحریک جو اسوقت مسلمانوں میں مسیحؑ کی آمد کا انکار کرنیکے متعلّق ہو رہی ہے۔ ایک شیطانی تحریک ہے۔ اور دجّالی بھی کیونکہ دجّال کا کام ہے کہ مسیحؑ کا مقابلہ کرے۔ اور اس سے بڑھکر اور کیا مقابلہ ہوگا۔ کہ سرے سے اُسکی آمد کا ہی لوگوں کو منکر بنا دیا جائے۔ اور گو بظاہر اس تحریک کو اسلام کی دوستی کا جامہ پہنایا جا رہا ہے لیکن در پردہ یہ اسلام کی دشمنی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان یا تو یہ سمجھنے لگیں گے۔ کہ اسلام خدا کا پیارا مذہب نہیں کہ اسکی خرابی کی اسے پروا نہیں اور یا پھر یہ سمجھنے لگینگے۔ کہ مسلمانوں کے عقیدہ اور عمل میں کوئی خرابی ہی نہیں آئی۔ اور ایک طرف تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جائینگے۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کو ظالم سمجھنے لگینگے۔ کہ بغیر ہمارے قصور کے اس نے ہمیں آسمان سے اُٹھا کر زمین پر پھینک دیا ہے۔ اور ان دونو خیالات میں سے کوئی بھی غالب آ جائے وہ مسلمانوں کو ترقی سے محروم کر دیگا۔ پس اب بھی وقت ہے۔ کہ اس دجّالی تحریک کا مقابلہ کیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دشمنی میں اسلام کی جڑ پر تبر نہ رکھا جائے۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل کا انکار رنگ لائے بغیر نہیں رہیگا۔ وہ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم شکر کرو تو میں تم کو اور بھی بڑھاؤنگا۔ اور اگر تم کفر کرو۔ تو میرا عذاب بہت سخت ہے ؛ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٥

خاکسار: میرزا محمود احمدؐ امام جماعت احمدیّہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات والملتقطات

ایران کے مذاہب

دنیا کے کسی ملک میں اتنے مختلف مذاہب نہ ملینگے۔ جتنے ایران میں ملتے ہیں۔ ایران ہمیشہ نئے نئے مذاہب پیدا کرتا رہا ہے۔ چونکہ ایران اریانی اور سامی تمدنوں کا مقام اتصال رہا ہے۔ اس لئے وہاں کے باشندوں نے دونو کے مذہبی اثرات و احساسات کو قبول کر کے ایک نئے طرز کا مذہب ایجاد کر لیا۔ جو اُن کی ضروریات و خصوصیات کے بالکل مطابق تھا۔ سب سے پہلا مذہب جس نے عام ایرانیوں کو پوری طرح اپنے اثر و نفوذ میں لے لیا تھا۔ وہ مزدیسنی تھا۔ ہر طبقہ اور جماعت کے اشخاص نے اسے قبول کر لیا۔ اس مذہب کے سب سے بڑے داعیوں اور مبلّغین میں زردست بھی شامل تھا۔ یہ شخص کوروش کے عہد سلطنت میں گذرا ہے۔ اور ایرانیوں کی نظروں میں اس کی اسقدر عزّت و حرمت تھی۔ کہ زردشت اور مذہب مزدیسنی مترادف الفاظ سمجھے جانے لگے اس مذہب کی بنیاد اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ دو روحیں خالق کائنات ہیں۔ ایک وہ جس نے نیکی۔ رحمت اور نور کو پیدا کیا ہے۔ دوسری اہرمن جو شرارت و خباثت اور ظلمت و تاریکی کا خالق ہے۔ ابتدائے پیدائش سے ان دونو خداؤں کے درمیان تصادم اور کشمکش جاری ہے۔ اور ان میں ہمیشہ جنگ ہوتی رہتی ہے۔ خالق نیکی و رحمت کی قدرت کا مظہر نور کو خیال کیا جاتا ہے۔ خصوصًا آفتاب اور اجرام فلکی کی روشنی اور نیز آگ کو بھی خدائے نیکی کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ظلمت و تاریکی کو اہرمن کا نمائندہ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ کہنا۔ کہ ایران کے گبر اور ہندوستان کے پارسی آفتاب و آتش کی پرستش کرتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ بلکہ وہ نور و پاکیزگی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں ؁

زردشتیوں کے اخلاقی قوانین تین بنیادوں پر قائم ہیں۔ یعنی پندار نیک۔ گفتار نیک اور کردار نیک۔ ان کی آسمانی کتاب کا نام اوستا ہے۔ اس کی عبارتیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں لیکن اتنا ضرور تحقیق و مُسلّم ہے۔ کہ زردشت کے زمانہ میں ایک آیت بھی تحریر نہیں ہوئی ہے ؁

زردشتیوں میں مُردہ کے دفن کا طریقہ نرالا ہے۔ وہ لاش کو ایک آہنی تابوت میں رکھ کر ایک علیحدہ مکان میں رکھ دیتے ہیں۔ تاکہ حرارتِ آفتاب کی وجہ سے اس کا گوشت خشک ہو جائے۔ یا اُسے گوشت خوار پرند اپنا طعمہ دہن بنا لیں۔ اس کے بعد خالی ہڈیاں قبرستان میں لے جا کر دفن کر دی جاتی ہیں ؁

ایران میں مسیحیت کی ابتدا:۔ ساسانی بادشاہوں کے زمانہ میں ایرانیوں میں مسیحیت نے رواج پایا اُس زمانہ میں جنوب اور شمال دونو اطراف میں اسقفت کی مملکتیں قائم تھیں۔ تیسری صدی کے اوائل میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایران اور بین النہرین میں اسقف کی ۲۰ مملکتیں موجود تھیں۔ پانچویں صدی کے وسط میں بھی شہر نیشاپور۔ رَے، ہرات اور مَرو میں پیروان مسیحؑ کی کافی تعداد آباد تھی ٭

مذہب مانی:۔ یہ مذہب اپنے بانی کے نام سے موسوم ہے۔ مانی اس مذہب کا موجد تھا جس نے مذہب زردشت اور مذہب عیسوی کے آئین و اصول کو ملا کر ایک جدید مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اس مذہب کا موسس بہرام گور کے عہدِ حکومت میں گذرا ہے۔ اور اُسی کے حکم سے ۲۷۴ میلادی میں قتل کر دیا گیا۔ یہ جدید مذہب صرف ایران ہی میں سرسبز و کامیاب نہ ہُوا۔ بلکہ مشرق میں مملکت چین تک اور مغرب میں بہت دُور تک پھیلا۔ اس کے پیروان کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ اس مذہب کے متعلق فارسی اور چینی زبانوں کے بہت سے قدیم نوشتہ جات دستیاب ہوئے ہیں۔ جن سے اس مذہب کے بارہ میں مفید اطلاعات بہم پہنچی ہیں ٭

مذہب مزدک:۔ چھٹی صدی میں شاہ قباد کے دَورِ حکومت میں ایک شخص مزدک نامی تھا۔ جس نے مذہب کا مظہر و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس شخص کی تعلیم میں اشتراکیت اور اجماعیت کی روح کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اور اس کا منشاء یہ تھا۔ کہ دُنیا کی دولت تمام افراد پر مساوی طور پر تقسیم ہونا چاہیئے۔ مزدک کی تعلیم اور اس کے خیالات و افکار بہت جلد پھیل گئے۔ اور اگر وہ کچھ دنوں اور زندہ رہتا۔ تو تمام طول و عرض ایران میں اس کی تعلیمات مستقل طور پر طاری و ساری ہو جاتیں ٭

ایران میں اسلام:۔ ساتویں صدی کے اوائل میں عربوں نے ایران کو تسخیر کیا -- -- -- -- -- -- -- ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد مذہب اسلام میں داخل ہو گئی۔ اور جو لوگ مسلمان ہونے پر رضامند نہ ہوئے وہ ترک وطن کر کے ہندوستان چلے گئے۔ اور وہاں کے علاقہ گجرات میں سکونت پذیر ہو گئے۔ لیکن پھر بھی زردشتیوں کی ایک بڑی تعداد ایران کے مختلف مقامات پر باقی رہ گئی۔ اور آج ان کی مردم شماری آٹھ ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اُن میں سے زیادہ تر کرمان اور یزد میں رہتے ہیں ٭

سُنّی و شیعہ:۔ ایرانیوں کا عام مذہب اس وقت شیعہ ہے۔ شیعہ دُنیا میں سُنّیوں سے اگرچہ تعداد میں کم ہیں۔ لیکن تمام فرق اسلامیہ میں سب سے زیادہ اہم اور وسیع ہیں ٭

مسلمان رسولِ خداؐ کی وفات کے بعد ہی دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ جو لوگ حضرت علیؓ کو رسول خداؐ کا خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔ وہ شیعہ کہلاتے ہیں۔ اور جو لوگ انہیں چوتھا خلیفہ خیال کرتے ہیں۔ وہ سُنّی ہیں۔ سلسلہ امامت کے علاوہ اصولاً شیعہ اور سُنّی ایک ہی ہیں ٭

بابی مذہب کا ظہور:۔ انیسویں صدی کے وسط میں ایران میں ایک اور شخص پیدا ہُوا جو دعویٰ کرتا تھا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتا تھا۔ کہ وہ امام غائب اور مومنین کے درمیان واسطہ ہے۔ اسی نسبت سے اس نے اپنا لقب باب رکھا تھا۔ یہ شخص علماء کا سخت مخالف تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے پیروؤں کی خاصی تعداد ہو گئی۔ جو بابی کہلائے ۱۸۵۰ء میں یہ خود ساختہ پیغمبر اپنی عمر کے ۱۹ویں سال علماء کی مخالفت و مخاصمت میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے اپنے قتل کے وقت جس تہور کا مظاہرہ کیا۔ اُس نے اسکے پیروؤں کی تعداد میں مزید اضافہ کر دیا ؛

۱۸۵۲ء میں ناصر الدین شاہ کے قتل کی سازش کی گئی۔ جس کا الزام بابیوں پر عائد کیا گیا۔ اور اس کی پاداش میں بہت سے بابی قتل کیئے گئے۔ قرۃ العین بھی جو بابی مذہب کی ایک سرگرم مبلّغ تھی قتل کی گئی۔ ۱۸۶۶ء میں تمام بابی جو اپنے مذہب کا علانیہ اظہار کرتے تھے۔ جلا وطن کیئے گئے۔ اور علاقہ سوریا کے مقام عکہ میں جا کر سکونت پذیر ہوئے ؛

مذہب بہائیہ :- اُسی زمانہ میں باب کے ایک شاگرد بہاء اللہ نے دعویٰ کیا اور کہا کہ جس موعود کی دعوت دی گئی ہے۔ وہ بہاء اللہ ہی ہے۔ بہاء اللہ نے ایک بڑے مذہب کی بنیادیں قائم کر دیں کچھ عرصہ میں اس کے متبعین کی تعداد معقول ہو گئی۔ جو بعد میں بہائی کہلائے ؛

بہاء اللہ نے اُن تمام اصول کو منسوخ کر دیا۔ جو اس نے اسلام کے اصولوں کے ساتھ مربوط کیئے۔ بہاء اللہ نے کوشش کی۔ کہ وہ مسیحیت۔ یہودیت۔ تصوّف اور بدھ مذہب کی تعلیمات و اصول کو مطالعہ کر کے اپنے مذہب میں اُن کی خاص خاص باتوں کو داخل کر دے ؛

ایران میں اس وقت بابیوں کا وجود نہیں ہے۔ لیکن ایران میں بہائی موجود ہیں۔ جنہیں آج اپنے عقائد کے مراسم مذہبی ادا کرنے کی اجازت ہے ؛

وقت کی بے نظیر تقسیم

"ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ تمام اسلامی عبادات و مقدس ایام کا حساب قمری حساب پر مبنی ہے اسمیں جو مصالح خداوندی ہیں انکی اس نوٹ میں گنجائش نہیں۔ سردست "آریہ مسافر" مشہور متعصب معاند اسلام کی یہ سطور ملاحظہ ہوں جو ۱۵ اپریل کے اخبار میں شائع ہوئی ہیں۔" (ایڈیٹر)

"گرہ کی گردش پورے ایک ماہ میں ہوتی ہے وہ چاند ہے اور اسی وجہ سے اس کو ماسکرت یعنی مہینے بنانے والا کہتے ہیں۔ پس عام مروجہ مہینے کا چاند رماں کے مطابق ہونا نہایت فرزانہ اصول ہے کیونکہ اگر شمسی حساب سے مہینہ لیا جاتا اور ایک دن کا بھی فرق ہو جاتا تو عوام میں اس کی اصلاح دفعتہً بغیر ممکن تھی اور برعکس اس کے چاند کا ایک مقررہ وقت پر ظہور کمی بیشی اور پھر غائب ہونا ایک ایسی ظاہری بات ہے جس کے اصولوں پر مہینوں کے قائم کرنے میں حساب شمار کی غلطی کا شبہ مشاہدہ عینی سے بآسانی رفع ہو سکتا ہے گویا کارخانہ قدرت کی بڑی گھڑی آکاش میں چاند ایک ایسی چیز ہے جو گھڑی کی دونو سوئیوں اور ہندسوں کا پورا پورا کام دیتی ہے۔ یعنی روزانہ اپنے مقام اور شکل سے بتلاتا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی قائم کردہ تاریخیں صحیح ہیں یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں اور لطف یہ کہ باوجودیکہ یہ پُرانی گھڑی کروڑوں سال سے بلا مرمت اپور کوک کے چل رہی ہے لیکن پھر بھی کبھی بے قاعدہ ایک سیکنڈ فاسٹ (تیز) یا سلو (سُست) نہیں ہوتی۔ پس اس لئے سنسکرت* میں کُل مہینوں کا دارومدار قمری اصولوں پر ہے *

تھیوسافیکل سوسائٹی

سوسائٹی مذکور کا جو ماہوار رسالہ انگریزی میں چھپتا ہے۔ اور جس کا نام تھیوزافسٹ ہے۔ اس میں سے چند تحریریں ماخوذ کرکے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ یہ تحریریں اس نمبر کی ہیں۔ جو سب سے اوّل اکتوبر ۱۸۷۹ء میں طبع ہُوا تھا۔ اور جس میں اس بات کا مفصّل ذکر کیا گیا تھا کہ سوسائٹی مذکور کیا ہے۔ اور اُس کے اصول کونسے ہیں؟ چنانچہ تھیوزافسٹ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے:۔

"ونیگن صاحب نہایت ہی عمدہ اور حکیمانہ طور سے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ تھیوزافسٹ وہ ہے جو ہمیں خدا اور اُس کے کاموں کے بارے میں وہ خیالات ظاہر کرتا ہے کہ جن کی بُنیاد الہام پر نہیں ہے بلکہ اُس کے طبعی انکشاف پر ہے۔ پس اس نظر سے ہر ایک عالی دماغ اور حکیم خاصکر ہر ایک ایسا شخص جو کسی نئے مذہب یا فلاسفی یا ملّت کا بانی ہو۔ وہ بالضرور تھیوزافسٹ ہے"

پھر اسکے ضمن میں لکھا ہے کہ:۔

"یہ سوسائٹی بہ ہیئت مجموعی کسی مذہب کی قائل نہیں ہے۔ کیونکہ مذہبی عقائد روحانی علم کو مثل سرپوش کے ڈھک لیتے ہیں۔ اور فلاسفی اور معرفت خدا کی تحقیقات میں گویا مانع ہوتے ہیں۔ پس جو سائٹی تمام عالم کے علم الٰہی کی مظہر ہو۔ وہ کسی فریق یا ملّت میں داخل نہیں ہوسکتی ہے۔ جس طور پر وہ جیا گرافی کل سوسائٹی جو تمام سطح زمین کے حالات کے دریافت کا آلہ ہوتی ہے۔ اس بات کے خیال سے بری ہوتی ہے۔ کہ اُن خیالات کا ظاہر کرنیوالا اس مذہب کا آدمی ہے یا اُس مذہب کا"

"یہ سوسائٹی اگرچہ کسی مذہبی طریق کو قبول نہیں کرتی ہے۔ لیکن جو بات تجربے سے ثابت ہو۔ اُسکے لینے اور دینے اور سیکھنے اور سکھلانے میں ہمیشہ مستعد ہے۔ البتہ محض ایمان کے ساتھ اور بلا دلیل کسی بات کے یقین کرنے میں مخالفت رکھتی ہے۔ یہ سوسائٹی ہر ایک ایسے نتیجے کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ خواہ وہ کسی حکمت اور طریق سے وابستہ ہو کہ جو عقلی دلائل اور تجربے کے ساتھ ثابت ہوسکتی ہو۔ بخلاف اُس کے کسی بات کو یہ محض بشواس کے اوپر نہیں یقین کرتی ہے خواہ اُس کا پیش کرنیوالا یا دعویدار کوئی کیوں نہ ہو"

"بعضے ہم میں سے اُس قدیم جادہ کی طرف میلان طبع رکھتے ہیں۔ جو پاک حُجروں میں سکھلائی جاتی تھی اور جس میں کرامات یا خرق عادت کا کچھ دخل نہ تھا۔ بعض ہم سے اُسی جدید اسپر چولزم (بھوت ودیا) کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ کہ جن میں جو رُوحیں اس دنیا سے قالب عنصری کو چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔ اُن کا ایمان کے

* اسلامی بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدمیوں کی رُوحوں کے ساتھ میل ملاپ ہوتا ہے۔ بعض مسمریزم کی طرف مانوس ہیں۔ اور اُسی کو نیچر میں ایک طلسماتی قوّت خیال کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہوں نے اب تک کوئی بھی اپنا یقین قائم نہیں کیا۔ اور صرف امید میں اب تک منتظر ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جو اپنے تئیں صرف ہیولہ کے قائل (جڑ بادی یا میٹری لسٹ) بتلاتے ہیں۔ گویا رُوحانی دنیا اور خدا کے وجود کے بھی معتقد نہیں"

"کچھ ہی کسی کا یقین کیوں نہ ہو۔ اگر ایک دفعہ کوئی طالب حق ہو کر پُرانے تقلیدی اصول کو چھوڑ کر آزاد خیالات کے راستہ میں قدم رکھتا ہے۔ وہی تھیوزافسٹ ہے۔ وہی اصل فکر کرنیوالا ہے۔ اور وہی "اپنے ذاتی انکشاف" کے ساتھ اُن ابدی صداقتوں کا مستحق ہے۔ جن سے کہ عالمگیر مسائل حل ہوتے ہیں"

پھر عام مذاہب کے ساتھ اس سوسائٹی کا کیا رشتہ ہے؟ وہ اس طور پر بیان کیا گیا ہے:-

"ہر ایک صادق مذہب کی بھی یہ سوسائٹی ممد و معاون ہے۔ یعنی جو مذہب اپنے تئیں بھی اُسی کسوٹی پر رکھ کر پرکھنا جائز رکھتا ہو جس پر وہ اوروں کا امتحان کرنا چاہتا ہو۔ وہ کُل کُتب بھی جن میں کہ بہت بدیہی صداقتیں مرقوم ہیں۔ اس سوسائٹی کے نزدیک الہامی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف انکشافی (انسپائرڈ) ہیں۔ یہ سوسائٹی کل کتب کو باعث اسکے کہ اُن میں انسانی باتوں کی بھی آمیزش ہوتی ہے۔ نیچر کے صحیفہ کے مقابل ادنیٰ درجہ میں شمار کرتی ہے"

"یہ سوسائٹی بُدھ مذہب والوں کے اُس حکمت آمیز اصول پر عمل کرتی ہے۔ کہ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ "اپنے عقائد کی عزت کر۔ مگر دوسروں کے مذہب کی توہین مت کر"

یہی اصول ہے کہ جو اس صدی میں برہمو سماج کے اعلان میں پھر دوبارہ تازہ دیکھا جاتا ہے۔ جہاں کہ لکھا ہے کہ "کسی ملت یا مذہب کی نہ توہین کی جاویگی نہ ہنسی اُڑائی جائیگی اور نہ حقارت کی جائیگی"

جان نثارانِ اسلام

سنہ ۶۱۱ء میں جن پاک ہستیوں نے اسلام قبول کیا، اور اسکی نشر و اشاعت میں سرفروشانہ جدوجہد کی۔ انکی ایمانی قوّت اور اسلامی محبت لائق احترام اور قابل تقلید ہے۔ اور در حقیقت ایسا نازک وقت تھا، کہ دنیا کی ہر طاقتور قوم فرزندان توحید کو نیست و نابود کر دینے کے لئے بہمہ وجوہ آمادہ تھی۔ اور خاک عرب کا ذرّہ ذرّہ ان کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ لیکن یہ اصحاب رسول ہی کا عزم و استقلال تھا۔ کہ وہ کسی بڑی سے بڑی طاقت اور باجبروت ہستی سے بھی مرعوب نہ ہوئے۔ اور تیغوں کے سائے میں اشاعت اسلام کرتے رہے۔ سنہ ۶۳۵ء کا ذکر ہے۔ کہ حضور سرورِ عالم حضرت کعب بن مالک سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ناراض ہو گئے تھے۔ اس واقع کی اطلاع جب ہرقل اعظم شاہ روم کو پہنچی تو اس نے حضرت کعب بن مالک کو لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام نے تم پر ظلم کیا ہے اور تم سے تعلّقات منقطع کر لئے ہیں، اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ فوراً تم میرے پاس چلے آؤ اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت کعبؓ نے جب اس خط کو پڑھا تو فرط غضب سے پیکر آتش بن گئے اور خط کو چاک کر کے کہا:۔

"خدا کی قسم! روم کے تاج و تخت سے محمدؐ کی غلامی کروڑ درجے بہتر ہے۔" شاہ روم کو جب اپنے خط کی توہین کا حال معلوم ہوا۔ تو وہ غصے سے بیتاب ہو گیا۔ اس نے سات فدائیوں کو حکم دیا کہ اگر کعبؓ بن مالکؓ عیسائی مذہب کو قبول نہ کرے تو اسکو پوشیدہ طور پر قتل کر دو۔ اس حکم کو سُنکر سات فدائی مدینۂ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور کعبؓ بن مالکؓ کی تلاش میں رہنے لگے۔ مجاہد اسلام کو جب معلوم ہوا کہ سات عیسائی بھیس بدل کر قتل کے ارادے سے آئے ہیں اور "وادی رغا" میں مقیم ہیں تو وہ خود ان کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ میرا نام کعبؓ بن مالکؓ ہے۔ اگر تم چاہو تو مجھے قتل کر دو۔ لیکن مَیں عیسائی مذہب قبول نہیں کرونگا۔ مجھے ایک خدا کی عبادت ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ پھر مَیں تین خداؤں کو کس طرح پوج سکتا ہوں"۔ حضرت کعبؓ بن مالکؓ کی اس مجاہدانہ تقریر کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ وہ ساتوں آدمی مسلمان ہو گئے۔ حضرت عبد اللہؓ ابن مسعود کے حالات میں لکھا ہے کہ سنہ ۶۱۴ء میں جب انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرم شریف میں جا کر قرآن مجید کی چند آیتیں بلند آواز سے پڑھیں تو انپر کفار ٹوٹ پڑے اور ان کو اسقدر مارا کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ اسی حالت میں کافروں نے تپتی ہوئی زمین پر لٹادیا اور اوپر سے پتھر پھینکتے رہے۔ ان تکلیفوں سے ان کے ایمان میں ذرہ برابر تزلزل واقع نہیں ہوا۔ وہ نہایت اطمینان کے ساتھ مصیبتیں برداشت کرتے رہے اور مسکراتے رہے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ مسکراتے کیوں ہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ جب کوئی شخص بازار میں دو پیسے کا برتن خریدتا ہے تو کافی تحقیق و تفتیش کر لیتا ہے مَیں اس لئے مسکرا رہا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے خرید رہا ہے اور میرے عزم و استقلال کا امتحان لے رہا ہے۔ اس صداقت بھری تقریر کا یہ اثر ہوا کہ فوراً سترہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا +

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ذر غفاریؓ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو ان کے بُت پرست عزیزوں نے ان کو اسقدر مارا کہ چہرے پر داغ پڑ گئے۔ اور سر میں خون جاری ہو گیا لیکن انہوں نے نہایت صاف لفظوں میں یہ کہا۔ کہ اگر تم میرے جسم کا قیمہ کر دو گے۔ تب بھی مَیں اسلام سے انحراف نہیں کرونگا۔ خدا کی قسم اسلام ایک ایسا درخشاں اور شائستہ دین ہے کہ اس میں توحید و رسالت اور ذکر آخرت و اصلاح اخلاق کے سوا نہ خلاف عقل باتیں ہیں نہ خلاف تہذیب رسمیں وہ ہر انسان کو سیدھی سادی خدا پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور اصلاح اعمال کی ہدایت کرتا ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ مَیں ایسے پاک مذہب کو چھوڑ کر بُت پرستی اختیار کر لوں۔ اور تزکیہ نفس اور طہارت روح سے محروم رہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پُرجوش تقریر کو سُنکر بُت پرست شرمندہ ہوئے۔ اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا ؛

حضرت صہیب رُومی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ سنہ ۶۱۹ء میں جب انہوں نے "خانہ کعبہ" میں پہنچے اسلام کا اعلان کیا۔ تو ہر طرف سے ان پر حملہ ہُوا۔ کافروں نے انکو اسقدر مارا کہ تمام بدن لہو لہان ہو گیا۔ اور اُن کا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا۔ ظالموں نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ ان کے دونو ہاتھ پاؤں رسّی سے باندھ کر انکو تپتی ہوئی زمین پر گھسیٹا۔ اور لوہا گرم کر کے ان کے جسم پر داغ دیا۔ یہ تمام مصیبتیں ایسی ہولناک ہیں۔ کہ ان کے تصوّر سے کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے۔ لیکن حضرت صہیب رض رومی نے ان تمام اذیتوں کو برداشت کیا۔ اور یہی فرماتے رہے کہ میں اسلام جیسے پاک اور درخشاں مذہب کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میرا ایمان ہے کہ اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے دنیا پر باطل پرستی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور خدا کی مخلوق مصیبتوں اور سیاہ کاریوں میں مبتلا تھی۔ زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں نیکیوں کا رواج ہو۔ اور کوئی قوم ایسی نہ تھی۔ جو سیدھے رستے پر چلتی ہو۔ جب خدا کی زمین پر ایسی تاریکی پھیل گئی تھی۔ تو غیرت حق کو حرکت ہوئی۔ آفتاب ہدایت طلوع ہُوا۔ اور اس کی روشنی سے تمام دنیا منوّر ہو گئی۔ اے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ آفتاب ہدایت کا نام کیا ہے۔ اس کا نام پاک ہے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) یاد رکھو وہ مقدّس رسول تکمیل انسانیت کا مظہر اعظم بنکر جلوہ طراز ہوئے ہیں۔ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول اعظم کا اُسوۂ حسنہ رہنمائی نہ کرتا ہو۔ پھر اس کے مظہر کامل ہونے میں کیا شبہ ہے۔ وہی ہادی اعظم ہیں۔ جن کی تعلیم سے توحید کی روشنی پھیلی۔ اور صراط مستقیم نظر آئی۔ پھر تم کیوں ان کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے اور کیوں مجھ پر ظلم کرتے ہو"

حضرت صہیب رض کی اس تقریر کو سُنکر تمام بُت پرست متاثر ہوئے۔ اور ان میں سے دس آدمیوں نے فوراً اِسلام قبول کیا ؛

میرا عقیدہ دربارہ نبوّۃ مسیح موعودؑ یہ نام ہے ایک رسالے کا۔ جس میں جناب مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تمام تحریرات اس مسئلہ کے بارے میں درج ہیں اور مولوی صاحب موصوف ٹریکٹ ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں:۔ "میں پہلے بھی اسی پر قائم تھا۔ اب بھی اسی پر قائم ہوں" پس یہ حجت ملزمہ ہے غیر مبایعین پر۔ ہر مبائع احمدی کے ہاتھ میں یہ رسالہ ہونا چاہیئے۔ جس کا حجم ۸۴ صفحے اور کاغذ طباعت کتابت دیدہ زیب۔ مرتب نے سوا سرخیوں کے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہیں بڑھایا۔ قادیان بک ڈپو۔ کتاب گھر سے منگوائیے۔ قیمت مع محصولڈاک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	صیغہ جات	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۱	۱۵	۸۰۶۹۱
۲	طبع و اشاعت	۳	۱۴	۱۵۱
۳	بورڈران ہائی	۹	۱۱	۸۱
۴	؍؍ احمدیہ	۰	۹	۲۰۸
۵	مقبرہ بہشتی	۳	۱	۸۴۴۹۵
۶	منارہ	۰	۰	۲۵۵۲
۷	قرضہ	۰	۰	۱۷۱۵۸
۸	پراویڈنٹ فنڈ	۸	۸	۴۶۶۹
۹	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۱۰	بک ڈپو	۰	۶	۲۳۹
	میزان	۳	۱۰	۱۹۰۳۰۳

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ		
۱	بقایا و پیشگی	۶	۴	۳۳۲۱۲
۲	جائداد	۹	۱۲	۱۷۸۱
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۶	۱۱	۱۶۹۰
۵	ناظر اعلیٰ	۶	۱	۵۲۱۹
۶	افتاء	۰	۰	۱۵
۷	قضاء	۰	۶	۷۴
۸	پرائیویٹ سکرٹری	۳	۶	۴۹۹۴
۹	محاسب	۹	۱۱	۵۹۶۲
۱۰	ہسپتال	۳	۶	۱۷۵۸
۱۱	دعوۃ و تبلیغ	۶	۱۳	۴۳۶۸۳
۱۲	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۹	۱۵	۱۱۸۵۴
۱۳	صدقات	۳	۴	۳۲۰۲
۱۴	گرلز سکول	۳	۱۰	۴۳۳۵
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۹	۱۱	۱۰۸۹۸
۱۶	جامعہ احمدیہ	۹	۱۵	۶۲۳۵
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	-	۱۲	۲۸۳۶
۱۸	امور عامہ	۶	۳	۵۴۸۱
۱۹	ضیافت	۶	۳	۱۴۵۵۶
۲۰	تعلیم و تربیت	۹	۵	۴۸۹۶
۲۱	تالیف و تصنیف	۶	۱۱	۸۱۱۷
۲۲	امور خارجہ	۰	۵	۴۸۵۰
۲۳	خلافت	۰	۹	۷۶۸۰
۲۴	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۳	۱۰	۱۹۰۳۰۳

محمد اشرف
محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل — ہفتہ میں تین بار دس روپے سالانہ۔ طلباء ۸ روپے سالانہ
ریویو آف ریلیجنز اردو — ماہوار تین روپے سالانہ
ریویو آف ریلیجنز انگریزی — سات روپے سالانہ ۔ ۲۸ عمدہ کاغذ
سن رائز — ہفتہ وار ۵ روپیہ سالانہ
مصباح — مہینے میں دو بار عورتوں کا اخبار ۲ روپیہ سالانہ
منگوانے کا پتہ: مہتمم طبع و اشاعت قادیان

ریویو آف ریلیجنز اُردو۔ قادیان دارالامان۔ ۵ مئی سنہ ۱۹۳۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منعقدہ

اسٹار

ٹریڈ مارک

SKB

رجسٹرڈ

ٹی ایس
ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن
لمیٹڈ

سنہ ۱۸۸۴ء کلکتہ

قریب پچاس سال سے مشہور پیٹنٹ دوائیں

ضروری اطلاع

ہر خاص و عام کو نہایت خوشی سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ کلکتہ کے مشہور نامی گرامی ڈاکٹر ایس کے برمن کے پچاس سالہ کارخانہ کو ترقی دیکر اچھی طرح خوش اسلوبی سے چلانے کیلئے مذکورہ بالا سے لیمیٹڈ کرالیا گیا ہے۔

المشتہر
چنی لال برمن مالک کارخانہ ڈاکٹر ایس کے برمن

دردِ سر و ریاح کی دوا

اگر آپ ریاحی درد سے تڑپ رہے ہوں تو فوراً اسے استعمال کیجئے دیکھئے کتنی جلد آرام پاتے ہیں درد خواہ نصف یا پورے سر میں ہو سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو اُڑا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے ہر خاص و عام کو اس کی ایک شیشی ہر وقت پاس رکھنی چاہیئے۔

قیمت فی شیشی نو آنہ ۹/

ڈاک محصول چھ آنہ ۶/

کیشراج تیل

اگر آپ بآسانی اپنے بالوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہوں تو اسے استعمال کریں یہ صرف بالوں کو خوبصورت ہی بنانے کا دعویٰ رکھتا ہے بلکہ اس سے درد سر بھی دور ہو کر بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اور بے وقت سفید نہیں ہوتے اسکے تیار کرنے میں خوشبو کی نسبت اسکے فائدہ پر زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے

قیمت فی شیشی پندرہ آنہ ۱۵/

ڈاک محصول آٹھ آنہ ۸/

نوٹ۔ ہماری دوائیں ہر جگہ بکتی ہیں ڈاک خرچ بچانے کے لئے اپنے مقامی ایجنٹ سے خریدیں۔

صیغہ (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر گورداسپور۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا